www.novelsclubb.com
داستانِ فراق
ناولز کلب
حلیمہ سعدیہ
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

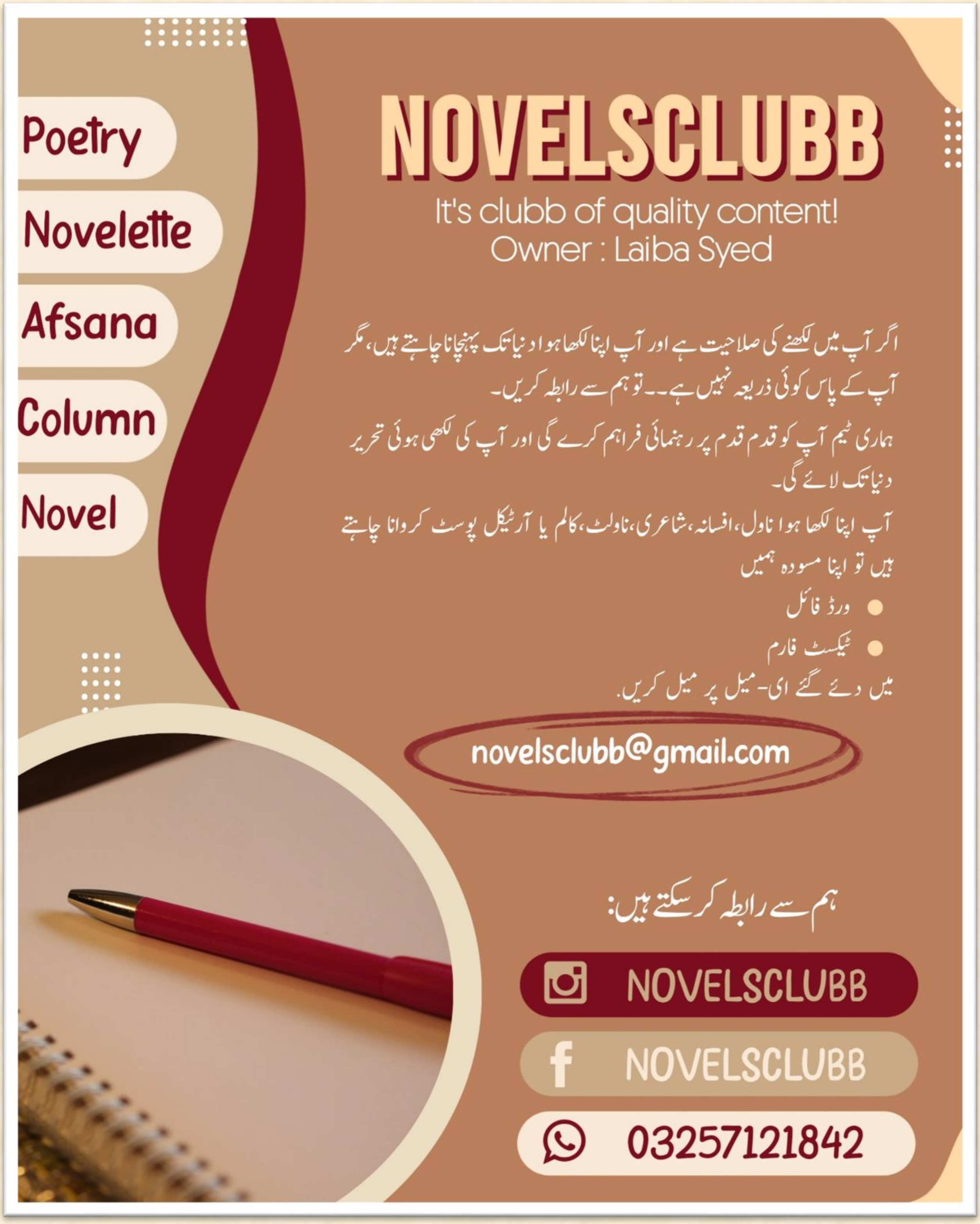
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیۓ گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

داستانِ فراق

از قلم

حلیمہ سعدیہ

ناولز کلب
Club of Quality Content!

یہ کہانی ہے

کچھ دنوں کی ملاقاتوں اور چند نگاہوں کی،

دلوں پر ہمیشہ کے لیے نقش چھوڑ جانے والی کہانی۔

ایک معصوم سی لڑکی، شفَق حیات،

اور ایک شاہانہ مزاج لڑکا، شہریار شاہ بخاری اور ارتضاء حیات کی کہانی۔

اور وقت کی قید میں بند تقدیروں کی کہانی۔

ادھوری محبت کے آغاز کی کہانی،

تین دلوں کے ٹوٹنے کی کہانی۔

یہ داستان ہے داستانِ فِرَاق ہے۔

"وہ کالا عبایہ پہنے سر پر نفاست سے سکارف لیے سیڑھیاں چڑھ رہی تھی، راہداری میں تیز تیز چلتی ہوئی ایک دروازے پر رکی اور دروازے کو کھٹکھٹانے لگی۔

"بھائی، بھائی، اُٹھیں! میں لیٹ ہو رہی ہوں، میں کل بھی آپ کی وجہ سے دیر سے پہنچی تھی۔۔۔"

اتنے میں نظر سامنے سے آتے ارتضاء حیات پر گئی— "کیا ہوا شفق؟"

"السلام علیکم بھائی!" شفق نے جلدی سے سلام کیا۔ "ارتضا بھائی، دیکھیں نا، میں کب سے بھائی کو اُٹھا رہی ہوں۔ میں کل بھی ان کی وجہ سے یونیورسٹی دیر سے پہنچی تھی اور آج بھی یہ نہیں اُٹھ رہے ہیں۔ مجھے روز ان کی وجہ سے دیر ہو جاتی ہے۔"

ارتضا نے سنجیدگی سے کہا، "کوئی بات نہیں، میں چھوڑ آتا ہوں۔"

گاڑی جیسے ہی یونیورسٹی کے گیٹ پر پہنچی شفق گاڑی سے اُتری، سامنے سے بسمہ آتی نظر آئی — "شفق! اچھا ہے کہ تم آ گئیں۔ میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی، تمہاری وجہ سے میں بھی کلاس میں نہیں جا رہی تھی۔ تمہیں پتہ ہے، آج ہمیں نئے سر جوائن کر رہے ہے۔

اب جلدی کرو، ہم پہلے سے ہی لیٹ ہو گئے ہیں۔ "وہ جیسے ہی کلاس میں پہنچی، شکر ادا کرنے لگی، "اچھا ہے ابھی تک سر نہیں آئے۔ ابھی بسمہ اور شفق باتوں میں ہی مصروف تھے کہ اچانک کلاس میں خاموشی چھا گئی جب ایک بلند قامت شخصیت ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اندر داخل ہوئی۔

کلاس میں داخل ہوتے ہی شہریار نے اپنی سپارٹ اواز میں سلام کیا السلام علیکم

پوری کلاس نے ہم آواز ہو کر سلام کا جواب دیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

“I am your new teacher, Shehryar Shah Bukhari. I completed my education from Oxford University.

میں آپ کا نیا اُستاد شہریار شاہ بخاری ہوں۔ میں نے اپنی تعلیم آکسفورڈ یونیورسٹی سے مکمل کی ہے۔

آکسفورڈ میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد مجھے موقع ملا کہ میں وہیں اپنی یونیورسٹی میں پڑھا سکوں۔ وہاں پڑھاتے ہوئے مجھے یہ احساس ہوا کہ استاد کا کام صرف علم دینا نہیں ہوتا بلکہ

سٹوڈنٹس کے دلوں میں سیکھنے کی خواہش پیدا کرنا بھی ہوتا ہے۔ میں نے وہاں مختلف پس منظر کے سٹوڈنٹس کو پڑھایا، اور ہر ایک سے مجھے بھی کچھ نیا سیکھنے کو ملا۔ اسی تجربے نے مجھے یہ سکھایا کہ تعلیم ایک دوطرفہ سفر ہے: استاد پڑھاتا ہے، مگر خود بھی سیکھتا رہتا ہے۔

Now, please introduce yourselves so that I can get to know you all.

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سب نے باری باری اپنا تعارف کرایا،

"امید ہے ہم سب کا یہ سمسٹر اچھا گزرے گا۔ میں سخت مزاج نہیں ہوں، لیکن پڑھائی کے معاملے میں سنجیدہ ہوں۔ جتنا میں کوشش کروں گا کہ آپ کو اچھی طرح پڑھاؤں، اُتنا ہی چاہوں گا کہ آپ لوگ بھی دل لگا کر سیکھیں۔ اور ایک بات یاد رکھیں—وقت کی پابندی میرے لیے بہت اہم ہے۔ جو وقت کی قدر کرتا ہے، وہی آگے بڑھتا ہے۔"

شہریار کی باتوں میں ایک عجیب سا ٹھہراؤ تھا، لہجہ نہایت متوازن اور انداز پروفیشنل تھا، مگر اس میں کہیں نہ کہیں اک ایسا دبدبہ بھی تھا کہ پوری کلاس خاموشی سے اسے سن رہی تھی۔

شفق نے بسمہ کی طرف جھک کر آہستہ سے کہا، "لگتا ہے یہ سر پڑھائی کے معاملے میں تھوڑے سخت ہوں گے،

بسمہ نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا، "پتہ نہیں، لیکن بات کرنے کا انداز اچھا ہے۔ کم از کم بورنگ تو نہیں لگ رہے۔"

اسی لمحے شہریار نے بورڈ کی طرف رخ کیا اور کہا: "چلیں اب تعارف ہو گیا، تو آتے ہیں اصل کام کی طرف۔ میں آج کا پہلا لیکچر ہلکا سا تعارفی رکھوں گا، لیکن اگلی کلاس میں پوری تیاری کے ساتھ آؤں گا۔

کلاس نے خاموشی سے سر ہلایا، اور سب کی نظریں شہریار شاہ پر جمی رہیں،

شفق کی آنکھیں شہریار شاہ کے چہرے پر جمی تھیں، نہ جانے کیوں اسے ایسا لگا جیسے وہ یہ چہرہ پہلے بھی دیکھ چکی ہو... شاید کسی خواب میں... یا کسی بیتتے لمحے کی دھندلی یاد میں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"شفق!"بسمہ نے کہنی مارتے ہوئے آہستہ سے پکارا،

"کہاں کھو گئی ہو؟ سر کچھ پوچھ رہے ہیں!"

شفق چونکی،اور فوراً سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

"جی سر؟"اس نے قدرے شرمندگی سے کہا۔

"میں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ کیا آپ نے پچھلا کورس مکمل کیا تھا یا کچھ رہ گیا تھا؟"

"جی سر، تقریباً مکمل تھا، مگر چند چیپٹرز رہ گئے تھے۔"

"ٹھیک ہے، تو ہم وہی سے آغاز کریں گے۔ کوئی چیز سمجھ نہ آئے تو بلا جھجک پوچھ سکتے ہیں۔

کلاس ختم ہوتے ہی سب سٹوڈنٹس کلاس روم سے باہر نکلنے لگے۔ شفق اور بسمہ بھی باہر آئیں، تو بسمہ نے شفق کی طرف دیکھتے ہوئے چھیڑا،

"کیا بات ہے، بڑے غور سے دیکھ رہی تھی سر کو؟ کہیں دل تو نہیں دے بیٹھی؟"

شفق نے فوراً گھور کر کہا،"پاگل ہو گئی ہو کیا؟ابھی تو آئے ہیں،اور تم نے کہانی بھی بُن لی!"

"ارے میں تو ویسے ہی مذاق کر رہی تھی، مگر سچ میں...بندہ امپریسو ہے۔"بسمہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

دونوں ہنستے ہوئے یونیورسٹی کے لان کی طرف چل پڑیں، مگر شفق کے دل و دماغ میں شہریار کی باتیں گونج رہی تھی

"کچھ لوگ پہلی نظر میں ہی دل پر ایسے نقش چھوڑ جاتے ہیں،

جیسے صدیوں سے روح نے ان کا انتظار کیا ہو...

کچھ دنوں بعد شفق کو شہریار کا دوسرا روپ دیکھنے کو ملا

شفق جیسے ہی یونیورسٹی پہنچی، کلاس شروع ہو چکی تھی۔ وہ ہانپتی ہوئی دروازے تک آئی۔

"May I come in, sir?"

شہریار شاہ نے بورڈ پر لکھتے لکھتے ایک نظر اس پر ڈالی اور سنجیدگی سے کہا،"جی، آ سکتی ہیں۔" لیکن کل سے اگر کوئی دیر سے آیا تو براہ کرم میری کلاس میں داخل نہ ہو۔

اور مس شفق، میں نے نوٹ کیا ہے کہ آپ مسلسل تاخیر سے آ رہی ہیں۔ یہ آخری وارننگ ہے۔ آئندہ دیر سے آئیں تو کلاس میں مت آئیے گا۔"

شفق نے نظریں جھکاتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا،"میں معذرت چاہتی ہوں، سر۔ آئندہ دیر سے نہیں آؤں گی۔"

"یہی آپ کے حق میں بہتر ہو گا۔"شہریار نے بات ختم کی اور دوبارہ بورڈ پر لکھنے لگا۔

شفق اپنی جگہ پر خاموشی سے بیٹھی، اور رجسٹر کھول کر نوٹس لینے لگی۔ اور ساتھ ہی ساتھ رجسٹر پر لکھنے لگی

"آج سر کو کیا ہو گیا ہے؟ لگتا ہے گھر سے کسی سے لڑ کر آئے ہیں، شیر کی طرح بھنبھنا رہے ہیں۔"

بسمہ بھی اس کے رجسٹر پر لکھنے لگی "بس رہنے دو، اگر سر نے دیکھ لیا تو مزید سنا دیں گے۔"

شفق نے ناک چڑھاتے ہوئے لکھا، "انہیں غصہ کرنے کے علاوہ آتا ہی کیا ہے؟ صبح صبح تو بے عزتی کر دی، اب پتہ نہیں کیا کیا سننا پڑے گا۔"

"یار، مجھے تو بالکل سمجھ نہیں آ رہی لیکچر کی؟ یہ بتاؤ، کلاس کتنی دیر میں ختم ہو گی؟"

"ابھی تقریباً پچیس منٹ باقی ہیں۔" بسمہ نے گھڑی دیکھ کر لکھا۔

"واٹ؟ ابھی بھی پچیس منٹ؟" شفق نے آنکھیں پھیلائیں۔ اور دوبارہ سے رجسٹر پر لکھنے لگی

"بسمہ، کیا تمہیں بھی لگتا ہے یہ کوئی موت کا فرشتہ ہے؟ قسم سے، مجھے ان سے بہت ڈر لگتا ہے، ایسا لگتا ہے جیسے ابھی جان نکال لیں گے!"

اتنے میں کلاس میں شہریار کی گہری آواز گونجی: "مس شفق، کیا ہو رہا ہے؟" شہریار کی آواز کا تناؤ ایسا تھا جیسے سناٹے میں ایک پتھر پھینک دیا ہو۔

"ک... کچھ نہیں سر..." شفق نے بوکھلا کر کہا۔

"رجسٹر دکھائیں مجھے۔" اس کی نظریں سیدھی شفق پر جمی تھیں۔

"وہ... سر... کیوں؟" شفق نے ہچکچاتے ہوئے کہا، چہرہ فق ہو چکا تھا۔

"بسمہ، ان کا رجسٹر مجھے دے۔"

بسمہ نے شفق کی طرف دیکھا—نظریں سوالیہ تھیں، مگر شہریار کے لہجے میں ایسی سختی تھی کہ اس کے ہاتھ خود بخود رجسٹر کی طرف بڑھے۔ اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ رجسٹر اُٹھایا اور لرزتے ہاتھوں سے شہریار کی طرف بڑھا دیا۔

شہریار نے رجسٹر کھولا۔ چند صفحات پلٹے، کچھ سطریں پڑھیں... اور اس کا چہرہ آہستہ آہستہ غصے سے سرخ ہونے لگا۔ اس کی آنکھوں کی چمک میں اب وہ سنجیدگی نہیں، بلکہ سخت ناگواری تھی۔

"یہ کیا بکواس ہے؟" اس نے بے ساختہ کہا۔ "اگر آپ کو میری کلاس میں دلچسپی نہیں، تو پھر یہاں بیٹھنے کا فائدہ؟ باہر جا سکتی ہیں!"

آواز بلند تھی، مگر زیادہ چبھنے والی اس کی آنکھوں کی سرد مہری تھی۔ "میں یہاں وقت ضائع کرنے نہیں آیا۔ اگر آپ لوگ سنجیدہ نہیں ہیں تو دروازہ کھلا ہے۔"

گیٹ اوٹ فرام مائی کلاس۔

اس نے غصے سے دو انگلیوں سے اپنی کنپٹی دبائی، آنکھیں بند کیں جیسے خود کو قابو میں لانے کی کوشش کر رہا ہو۔

پوری کلاس دم سادھے بیٹھی تھی۔ کمرے کی خاموشی میں صرف دلوں کی دھڑکنیں سنائی دے رہی تھیں۔

Clubb of Quality Content

شفق نے کپکپاتے ہاتھوں سے اپنی کتابیں، رجسٹر اور پین سنبھالے، اور نظریں نیچی کیے کلاس سے باہر نکل گئی۔ سیڑھیاں اُترتے وقت اس کے قدم تیز تھے، سانس بے ترتیب تھی، اور چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ آنکھوں سے آنسو بے اختیار نکل رہے تھے، جنہیں وہ بار بار پلکوں سے روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔

کلاس کب کی ختم ہو چکی تھی شفق لائبریری کی سیڑھیوں پر سر جکائے بیٹھی رہی، اچانک نظر سامنے کھڑے شہریار پر پڑی۔

وہ اُسے ہی دیکھ رہا تھا—چپ چاپ، سنجیدہ، کچھ کہے بغیر۔

شفق ایک لمحے کے لیے ٹھٹکی۔ اُس کی نم آلود ہیزل براؤن آنکھیں شہریار کی گہری سیاہ آنکھوں سے ٹکرائیں۔

بس ایک لمحہ...

ایک خاموش تصادم

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

شفق نے تیزی سے نظریں جھکا لیں

شہریار نے پلکیں موند لیں۔ پھر اپنی انگلیوں سے پیشانی کو دبایا

@@@@@

اگلے روز بسمہ اور شفق، شہریار شاہ کے دفتر کے باہر کھڑی تھیں۔

"شاید سر آج نہیں آئیں گے،" بسمہ نے سرگوشی کی۔

ہاں ایسا ہی لگ رہا ہے شفق نے ادھوری سانس کے ساتھ کہا۔

لیکن جیسے ہی وہ دونوں پلٹی پیچھے شہریار کھڑے دکھائی دیے— سنجیدہ چہرہ، پرسکون آنکھیں، اور خاموش مگر پراثر موجودگی۔

"السلام علیکم، سر!" بسمہ نے جلدی سے کہا۔

"وعلیکم السلام۔"شہریار نے نظریں دونوں پر رکھتے ہوئے کہا،

"آپ دونوں یہاں؟خیریت؟"

"جی،وہ ہم آپ سے بات کرنا چاہتے تھے،"بسمہ نے جواب دیا۔

"ہمم،اندر آجائیں۔"شہریار نے دروازہ کھولا۔

دونوں آہستہ قدموں سے اندر داخل ہوئیں۔

"دراصل، سر،ہم کل کی بات پر معذرت کرنے آئے ہیں،"بسمہ نے نرمی سے کہا،

"ہم واقعی شرمندہ ہیں۔"

شہریار نے چند لمحے خاموشی سے ان کی طرف دیکھا۔پھر بسمہ سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا:

"ویسے معذرت جسے کرنی چاہیے،وہ تو خاموش بیٹھی ہے،"

اس کی نظریں اب شفق پر جمی تھیں۔

شفق نے ہچکچاتے ہوئے سر اُٹھایا۔

یہ پہلا لمحہ تھا جب اس کی آنکھیں شہریار سے ملیں۔

نہ جانے کیوں، شہریار کا انداز ایک پل کو بدل سا گیا۔ وہ بس دیکھتا رہ گیا۔

"آپ کی آنکھوں کو کیا ہوا ہے؟" اس نے اچانک سوال کیا۔

شفق نے فوراً نظریں چرائیں،

"ک... کچھ نہیں سر، بس بخار کی وجہ سے...

Clubb of Quality Content

شفق حیات کا اچانک نظریں جھکانا اس بات کا ثبوت تھا کہ وہ جھوٹ بول رہی تھی۔

شہریار نے سر ہلایا، مگر اُس کی نظریں شفق کے چہرے پر ایک پل کو ٹھہر گئیں۔

کوئی بات نہیں کی، کوئی تبصرہ نہیں کیا—صرف ایک نظر... جو شاید خود اُسے بھی سمجھ نہ آئی۔

وی ار ایکسٹریملی سوری "ہم دوبارہ ایسی غلطی نہیں کریں گے، سر،"بسمہ نے بات سنبھالی۔

"ٹھیک ہے،"شہریار نے مختصر جواب دیا۔

وہ دونوں وہاں سے چلی گئی دروازہ بند ہوا،اور شہریار کچھ دیر کرسی پر بیٹھا سوچتا رہا—بغیر کسی واضح خیال کے۔ بس ایک خاموش لمحہ—جو رسمی تو تھا، مگر مکمل طور پر رسمی نہیں رہا تھا۔

@@@@@@

شفق حیات جیسے ہی گھر آئی، لاؤنج میں سب کو بیٹھے دیکھا تو فوراًان کے قریب آ گئی۔

السلام علیکم

وَعَلَيْكُمُ السَّلَام، کیسی ہے میری بچی؟ شہسوار صاحب نے نرم لہجے میں پوچھا

میں ٹھیک ہوں بابا۔

آنکھیں کیوں سوجھی ہوئی ہیں؟

کچھ نہیں بابا، زکام کی وجہ سے۔

اپنا خیال رکھا کرو۔ اور ویسے، آج جلدی کیسے آگئی اور بسما کے ساتھ کیوں آئی ہو؟

بابا، طبیعت ٹھیک نہیں تھی، اس لیے کلاسز نہیں لی، اور بسما کے ساتھ آگئی۔

بابا، آپ جانتے ہیں میں روز بھائی کی وجہ سے دیر سے پہنچتی ہوں، اور پھر پوری کلاس کے سامنے ڈانٹ سننی پڑتی ہے۔ آپ میرے لیے کسی بس یا وین کا انتظام کروادیں نا۔

بس یا وین کی کیا ضرورت ہے؟ اگر تم چاہو تو میں تمہیں پک اینڈ ڈراپ کر لیا کروں گا، ویسے بھی تمہاری یونیورسٹی میرے آفس کے راستے میں ہی آتی ہے۔

کیوں بابا، آپ کیا کہتے ہیں؟

بالکل، ارتضا! یہ تو بہت اچھا ہو گا۔ ویسے بھی میں اور سفیان مصروف ہیں، تم جانتے ہو نا شادی کے کتنے کام ہوتے ہیں۔

اور یہ تو تمہارا احسان ہو گا۔

احسان کیسا بابا؟ماں اور بابا کے بعد تو آپ اور بڑی ماما نے ہمیں کبھی کسی بھی کمی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ بلکہ آپ نے تو مجھے اور پری کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبت دی۔

آج میں اور پری جو کچھ بھی ہیں، صرف آپ کی محبت کی وجہ سے ہے۔

-----------------------------------__----_--------

شاہسوار حیات اور زبیر حیات سگے بھائی تھے۔ دونوں کا رشتہ ہمیشہ محبت اور بھروسے پر قائم رہا۔ لیکن قسمت نے ان کے رشتے کو ایک کڑی آزمائش میں ڈال دیا۔

زبیر اور اُس کی اہلیہ ایک افسوسناک سڑک حادثے میں جاں بحق ہو گئے۔ اُس وقت تیمور صرف پانچ سال کا تھا اور پری ابھی ماں کی گود سے بھی پوری طرح نہ نکلی تھی— محض دو ماہ کی معصوم بچی۔

شاہسوار اور اُس کی بیوی آمنہ نے بغیر کسی تردد کے ان دونوں یتیم بچوں کو گلے سے لگالیا۔

انہوں نے نہ صرف والدین کا پیار دیا بلکہ ہر قدم پر ان کا ساتھ دیا، جیسے وہ ان کے اپنے بچے ہوں۔

وقت گزرتا گیا۔ پری ایک ذہین اور محنتی لڑکی نکلی۔ اس وقت وہ میڈیکل کی تعلیم مکمل کر چکی تھی اور ہاؤس جاب کر رہی تھی۔ دوسری طرف تیمور ایک کامیاب اور مشہور بزنس مین بن چکا تھا، جس نے کم عمری میں ہی زندگی کے تلخ تجربات کو اپنی طاقت بنا لیا۔

شاہسوار اور آمنہ کے اپنے بھی دو بچے تھے: بڑا بیٹا سفیان، جو ایک ماہر اور کامیاب سرجن تھا، اور چھوٹی بیٹی شفق، جو یونیورسٹی کی ہونہار طالبہ تھی

@@@@@

یونیورسٹی کے لان میں ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ درختوں کے پتوں سے چھن کر آتی دھوپ زمین پر چھوٹے چھوٹے سنہری دھبے بنا رہی تھی۔ لان کے ایک کونے میں شفق اور بسمہ اپنے پسندیدہ بینچ پر بیٹھی تھیں، جہاں ہمیشہ کی طرح آج بھی خاموشی تھی۔ دور سے ہلکی ہنسی اور کلاسز ختم ہونے کے بعد کی گہما گہمی سنائی دے رہی تھی۔

شفق نے کتاب بند کی اور آہستہ سے بسمہ کی طرف رخ موڑا

"بسمہ، پرسوں سفیان بھائی کی شادی ہے۔ میں نے سب سے چھٹی لے لی ہے، بس سر شہریار سے لینا باقی ہے۔"

تو اُن سے بھی لے لو نا، مسئلہ کیا ہے؟"بسمہ نے موبائل پر نگاہ جمائے لاپرواہی سے جواب دیا۔

"نہیں پتہ کیوں... ان سے بات کرتے ہوئے گھبراہٹ ہوتی ہے۔" شفق نے دوپٹے کا کونہ انگلیوں میں لپیٹتے ہوئے آہستہ سے کہا۔

بسمہ نے موبائل نیچے رکھا اور سنجیدگی سے کہا۔" شفق! پاگل نہ بنو۔ اگلے ہفتے سر کے ساتھ چار کلاسز ہیں، اور تم پورا ہفتہ غائب رہو گی؟ اگر چھٹی لیے بغیر تم ایک ہفتہ غائب رہی تو سوچ لو

۔

شفق نے گہرا سانس لیا۔ "اچھا ٹھیک ہے، لیکن تم چلو نا میرے ساتھ۔ اکیلے جانے کا دل نہیں کر رہا۔ تمہیں تو پتہ ہے، سر بات کم کرتے ہیں اور ڈانٹتے زیادہ ہیں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"او کے، چلو۔"

۔دونوں لان سے اٹھیں۔ گھاس پر چلتے ہوئے پتے ہلکے سے چرچرا رہے تھے۔ سورج کی روشنی اب ذرا تیز ہو چکی تھی، اور فیکلٹی بلڈنگ کے قریب پہنچ کر شفق کے قدم جیسے خود بخود سست پڑنے لگے۔

"May I come in, Sir?"

اس نے ہلکی آواز میں کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"Yes."

کمرے کا دروازہ کھلا۔ شہریار شاہ فائلوں میں مصروف تھے۔

شفق کی آواز میں نرمی اور جھجک دونوں تھیں۔

"وَعَلَیْکُمُ السَّلَام۔ جی، فرمائیں۔"

ان کی نظریں کاغذوں سے اٹھ کر شفق پر ٹک گئیں۔

"سر... مجھے ایک ہفتے کی چھٹی چاہیے۔ سب سے اجازت لے لی ہے، بس آپ رہ گئے تھے۔"

"چھٹی کیوں چاہیے؟" شہریار نے مختصر مگر سنجیدگی سے پوچھا۔

"سر... میرے بھائی کی شادی ہے، اس لیے..."

شہریار نے چند لمحوں تک اس کی آنکھوں میں دیکھا، پھر آہستہ سے بولا،

"اچھا... لائیں، ایپلیکیشن دیں۔ سائن کر دیتا ہوں، پھر ایچ او ڈی کو دے دیجئے گا۔"

شفق نے جلدی سے ایپلیکیشن آگے بڑھایا۔ دستخط ہونے کے بعد وہ شکریہ کہتے ہوئے فوراً باہر نکل آئی۔

باہر آکر اس نے گہرا سانس لیا۔ گارڈن کی ٹھنڈی ہوا نے اس کے چہرے کو چھوا تو وہ ذرا مسکرائی۔ بسمہ درخت کے سائے میں کھڑی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"دیکھا؟ کچھ نہیں ہوا۔ بس تھوڑے سے رعب والے ہیں، خطرناک نہیں۔ "بسمہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

، شفق خاموش رہی، مگر اس کے لبوں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ تھی،

اتوار کا دن تھا... موسم خوشگوار تھا اور ہر طرف خوشی کی رونق بکھری ہوئی تھی۔ سفیان اور پری کا آج ولیمہ تھا۔ ولیمہ ایک خوبصورت فنکشن ہال میں تھا۔

ہال کے دروازے پر پھولوں کی محرابیں سجائی گئیں تھیں۔ سفید اور سنہری گلابوں سے مزین راستہ اندر اسٹیج تک جاتا تھا۔ ہال کے وسط میں شاندار فانوس روشنیوں کی برسات کر رہے تھے۔ ہلکی موسیقی فضا کو خواب جیسا بنا رکھا تھا۔

اسٹیج کے مرکز پر سفیان اور پری بیٹھے تھے۔ اسٹیج گلابی اور سفید پھولوں سے سجا ہوا تھا، جن کی خوشبو ہال کی ٹھنڈی ہوا میں گھل کر ایک نرمی پیدا کر رہی تھی۔

پری کی مسکراہٹ اتنی دلفریب تھی کہ لگتا تھا جیسے روشنی خود اُس کے چہرے سے پھوٹ رہی ہو۔

وہ ہلکے گولڈن رنگ کے خوبصورت برائیڈل لباس میں تھی، جس پر نفیس زری اور موتیوں کا کام کیا گیا تھا۔ دوپٹہ باریک جالی دار تھا، جو کندھوں سے پھسلتا ہوا نرم روشنی میں چمک رہا تھا۔ اُس کے گہرے براؤن بالوں کا جوڑا نفاست سے بندھا تھا، جس میں چھوٹے سفید گلاب لگے تھے۔ چہرے پر قدرتی سا میک اپ، ہلکی گلابی لپ اسٹک اور آنکھوں میں ہلکا سا کاجل —بس اتنا کہ ہر نگاہ کچھ لمحے کو رک جائے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

سفیان اس کے پہلو میں بیٹھا تھا، نیوی بلو سوٹ میں، جو اُس پر بے حد جچ رہا تھا۔ سفید شرٹ، سلک کی ٹائی، اور ہاتھ میں سادگی سے پہنی ہوئی گھڑی—وہ واقعی کسی باوقار اور پُرسکون دولہے کی طرح لگ رہا تھا۔ جب وہ مہمانوں سے ہاتھ ملا کر مسکراتا، تو اُس کی شخصیت میں نرمی اور اعتماد جھلکتا۔

شفق جو سٹیج پہ اپنے بھائی اور بھابھی کے ساتھ بیٹھی تھی اس کی نظر اچانک ایک سمت میں جا ٹھہری۔ جہاں پر شہریار شاہ گرے ڈنر سوٹ میں ملبوس، بال جیل سے نفاست سے سیٹ کیے ہوئے، ہاتھ میں موبائل تھامے ارتضاء سے ہنستے ہوئے بات کر رہا تھا۔ اُس کی پر سکون مسکراہٹ اور پر کشش شخصیت محفل میں الگ ہی چمک رہی تھی۔

شفق کی سانس جیسے ایک لمحے کو تھم گئی۔

دوسری طرف، شہریار شاہ نے جیسے ہی نظریں اٹھائیں، سامنے شفق کو دیکھا۔ ایک پل کے لیے وہ ساکت ہو گیا۔

پیچ کلر کی لانگ اوپن میکسی، کرل کیے ہوئے بال، ہلکے مگر نفیس میک اپ میں شفق واقعی بے حد حسین لگ رہی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا جب شہریار نے اُسے بغیر حجاب کے دیکھا تھا... اور وہ نظروں میں ٹھہر گئی۔

شفق کے قدم بے اختیار ان کی طرف اٹھے "سر... آپ یہاں؟"

"شفق، تم جانتی ہو شہریار کو؟" ارتضاء نے حیرانی سے پوچھا

"جی بھائی، یہ ہمارے ٹیچر ہیں۔"

"شفق، شہریار میرا پرانا دوست ہے۔ یہ فر در اسٹڈیز کے لیے ابروڈ گیا تھا، ابھی حال ہی میں واپس آیا ہے۔ اور شہریار، یہ میری کزن اور تمہاری اسٹوڈنٹ شفق حیات ہے۔"

شہریار دھیرے سے مسکرایا، لیکن اُس کی نظریں اب بھی شفق سے ہٹی نہیں تھیں۔

اچانک ایک بچہ دوڑتا ہوا آیا: "شفق آپی، آنٹی بلا رہی ہیں!"

"ہمم... آرہی ہوں۔" شفق نے نرم لہجے میں جواب دیا اور آہستگی سے پلٹ گئی۔

شفق حیات چلی گئی اور ساتھ ہی شہریار شاہ بخاری کا دل بھی اپنے ساتھ لے گئی

شہریار شاہ کو ایسا لگا کہ جیسے چاندنی رات کا حسن اندھیروں میں کھو گیا ہ

رات کافی ہو چکی تھی۔ ولیمہ ختم ہو چکا تھا۔ شہریار جیسے ہی ہال سے نکلا، دل عجیب سا بھاری لگ رہا تھا شہریار نے گاڑی کا، دروازہ بند کیا، چابی گھمای اور خاموشی سے سڑک پر نکل پڑا۔

ہر چیز معمول کے مطابق تھی—راستے، سگنل، روشنی، خاموشی... مگر کچھ تو بدلا تھا۔

دل میں ایک خیال بار بار آرہا تھا... یا یوں کہو کہ ایک نام— شفق حیات

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کیا ہے یہ سب؟ بس ایک معمولی سی گفتگو، ایک عام سی ملاقات... پھر بھی دل اتنا بے چین کیوں ہے؟" شہریار نے خود سے سوال کیا، جیسے وہ اپنی کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کر رہا ہو۔

اُسے آج پہلی بار احساس ہوا کہ کبھی کبھی کوئی لمحہ پوری زندگی پر بھاری ہوتا ہے۔

"یہ کیسا لمحہ تھا؟

ایک نظر... اور دل ہار گیا؟"

گاڑی ایک سگنل پر رکی، اور اُس نے کھڑکی سے باہر جھانکا۔ باہر روشنیوں کا سیلاب تھا، لیکن اُس کی نظر میں صرف ایک ہی تصویر تھی— پیچ کلر کی اوپن میکسی میں ملبوس، کرل کیے بال، نظریں جھکائے، شفق۔

"وہ... پہلی نظر تھی، شاید... وہی جس کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ بس ایک لمحہ کافی ہوتا ہے۔"

شہریار کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ آئی، مگر ساتھ ہی دل میں ایک الجھن بھی جاگی۔

"میں تو اُستاد ہوں... وہ میری شاگرد ہے۔"

مگر دل نے فوراً سرگوشی کی:

"دل رتبے نہیں مانتا، جذبے دیکھتا ہے۔"

@@@@@@@

السلام علیکم آنٹی، کیسی ہیں آپ؟"

"وَعَلَيْكُمُ السَّلَام، بسمہ بچے، کیسی ہو؟ بڑے دنوں بعد چکر لگایا!"

"جی آنٹی، میں ٹھیک ہوں... بس کچھ مصروفیات تھیں، اسی لیے آ نہیں سکی۔"

"آنٹی، میں شفق سے ملنے آئی تھی، یونی نہیں آ رہی تھی، تو سوچا گھر جا کر مل لو۔"

"اچھا کیا بچے تم جاؤ، اوپر وہ اپنے کمرے میں ہے۔"

"جی، شکریہ آنٹی۔"

بسمہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی، شفق لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کر رہی تھی۔

"شفق کی بچے! کہاں غائب ہو اتنے دنوں سے؟ یونی کیوں نہیں آ رہی؟"

شفق نے لیپ ٹاپ بند کیا اور گہری سانس لے کر بولی:"یار... بس دل ہی نہیں کر رہا تھا جانے کو۔"

اوہ تمہارا دل آنے کو نہیں کر رہا وہاں ان کا دل تمہارے بغیر کلاس میں نہیں لگ رہا

شفق اچانک چونکی کون ؟کس کا؟

تمہیں پتا ہے آج دوسرا دن ہے سر روز تمہارا پوچھتے ہیں کہ شفق نہیں آئی کل بھی پوچھا تھا اور آج بھی۔ا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

تو تم نے کیا کہا۔

یہی کہ وہ بیمار ہے بسمہ نے شان بے نیازی سے کہا۔

"مجھے تو لگتا ہے سر کو تم اچھی لگتی ہو یا انہیں تم سے محبت ہو گی ہے اسی لیے تو اور کسی کا نہیں پوچھا اور تمہارا پوچھا حالانکے دو تین اور بھی سٹوڈنٹس ابسنٹ تھے۔"

شٹ اپ بسمہ شفق نے فوراًتکیہ اُس پر پھینکا۔

"محبت وہبت کچھ نہیں ہوتی! ایک انسان کسی سے محبت کر ہی نہیں سکتا ہے محبت صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہوتی ہے۔ باقی سب وقتی کشش ہے۔"

بسمہ نے سنجیدہ لہجے میں کہا: "شفق... تمہیں پتا ہے، یہی لوگ جو محبت کو نہیں مانتے، وہی اکثر اس میں سب سے گہرے ڈوب جاتے ہیں۔ اور پھر اُن کے لیے باہر نکلنا آسان نہیں ہوتا۔"

شفق ہنس دی۔ "نہیں بسمہ... میں ان سب باتوں کو نہیں مانتی

@@@@@@ –

شہریار اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس بیٹھا، گہری سوچوں میں گم تھا۔ شام کے وقت سورج کی سنہری کرنیں دیواروں پر پھیل رہی تھیں، ہاتھ میں پکڑے موبائل کی اسکرین بار بار جلتی اور بجھتی،

وہ خود سے ہی الجھا ہوا تھا—دل ایک بات کہتا، دماغ دوسری۔

دل کہتا تھا، "بس ایک بار پیغام بھیج دو... خیریت پوچھ لو اُس سے... اُس دشمنِ جاں سے، جس کی یاد ہر لمحہ دل و دماغ پر سایہ کیے رہتی ہے۔"

مگر عقل سرگوشی کرتی، "اگر وہ ناراض ہو گئی تو؟ اگر اُسے یہ سب غلط لگا تو؟"

وہ کئی بار موبائل اٹھا چکا تھا، کئی بار رکھ چکا تھا۔ مگر آخر کار، دل نے ضد کی۔ اس نے گہرا سانس لیا، انگلیوں نے ہلکی لرزش کے ساتھ کی بورڈ پر لکھنا شروع کیا۔

السلام علیکم، شفق۔ کیسی ہیں آپ؟ مجھے آپ کی دوست نے بتایا تھا کہ آپ کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں، اسی لیے آپ یونیورسٹی نہیں آ رہیں۔

میسج کرنے ج کے بعد اُس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا۔۔ وہ بار بار موبائل کی اسکرین کو دیکھتا، جیسے ہر سیکنڈ اُس کے جواب کا منتظر ہو۔

اُدھر شفق اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔ کھڑکی سے آتی ہلکی دھوپ اُس کے چہرے پر پڑ رہی تھی،اور سامنے ٹیبل پر کھلا لیپ ٹاپ بند حالت میں رکھا تھا۔ جب موبائل کی ٹون بجی، اُس نے بے دھیانی میں فون اٹھایا۔ ایک لمحے کو پلکیں جھپکیں۔ پھر ہلکی آواز میں سرگوشی کی"سر کا میسج؟ مجھے؟"

دل میں ایک ہلکا سا جھٹکا لگا، جیسے کسی نے خاموش پانی میں کنکر پھینکا ہو۔ سوچوں کی ایک قطار اس کے سامنے کھڑی ہو گئی—

"کہیں بسمہ سچ تو نہیں کہہ رہی تھی؟ کیا واقعی... نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف اتفاق ہے۔

شفق حیران تھی، تھوڑی گھبرائی ہوئی بھی۔ مگر پھر اس نے انگلیوں سے ایک مختصر سا جواب لکھا:

وعلیکم السلام، جی اب کافی بہتری ہوں، الحمدللہ۔

چند لمحوں بعد ہی ایک اور نوٹیفکیشن آیا۔

اچھا سن کر خوشی ہوئی۔ اپنا خیال رکھا کریں، موسم بدل رہا ہے آج کل۔

جی

:کیا آپ کل یونیورسٹی آئیں گی؟

جی سر، ان شاء اللہ۔

اور پھر دونوں طرف خاموشی چھا گئی—

مگر اس خاموشی کے پیچھے، دلوں میں کچھ نیا جاگ چکا تھا۔

کچھ ایسا جو دونوں میں سے کوئی ماننا نہیں چاہتا تھا، مگر دونوں محسوس ضرور کر رہے تھے۔

—-------------

نولز کلب
Clubb of Quality Content

اگلی صبح ہلکی سی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ آسمان پر بادلوں کی ہلکی تہہ چھائی ہوئی تھی'' "صبح کی ہوا میں بادلوں کی نمی گھلی ہوئی تھی۔ سورج بادلوں کے پیچھے چھپ کر جیسے کچھ دیر کے لیے وقت کو تھما دینا چاہتا تھا۔ کیمپس میں درختوں کی شاخیں ہولے ہولے سرک رہی تھیں،

ڈیپارٹمنٹ کی سیڑھیاں چڑھتی شفق کی چال میں آج وہ کانفیڈینٹ نہیں تھا جو ہر روز اس کی چال میں ہوتا تھا، ہلکے بادامی رنگ کے حجاب کے اندر چھپی اُس کی نظریں بار بار زمین پر ٹک جاتیں — جیسے کسی آشنا لمحے سے بچنا چاہتی ہوں، یا شاید... اُس لمحے کا سامنا کرنے کی ہمت جمع کر رہی ہوں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

بسما حسبِ معمول اپنے مخصوص بینچ پر بیٹھی اس کی منتظر تھی۔ شفق جیسے ہی اُس کے قریب پہنچی، اُس نے غور سے اُسے دیکھا،

اووووو... محترمہ تشریف لے آئیں!"بسمانے شرارت سے کہا، اور اٹھ کر اُسے گلے لگالیا۔

"چھوڑو یہ ڈرامے بازی، میں تمہیں بعد میں دیکھ لوں گی!"

شفق نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، مگر اُس کے گالوں پر آتے رنگ کچھ اور ہی کہانی سنا رہے تھے۔

جان من میں نے تو ابھی ڈرامے بازی شروع ہی نہیں کی آنکھوں میں چمک، ہونٹوں پر مسکراہٹ، چال میں نرمی... واہ، محبت کے آثار تو واضح ہیں۔ "بسمہ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تم سے تو میں بعد میں بات کرونگی۔

بسمہ ہنس دی۔ شفق نے نگاہیں چرا کر کلاس روم کی طرف قدم بڑھا دیے۔

کلاس شروع ہونے میں ابھی چند لمحے باقی تھے۔ طلبہ آچکے تھے، کمرے میں وہی پرانی ہلچل تھی۔ شفق نے ہمیشہ کی طرح اگلی قطار کی ایک طرف اپنی مخصوص نشست سنبھالی، اور رجسٹر نکال کر خاموشی سے بیٹھ گئی۔

کلاس روم کا دروازہ کھلا۔ اور کمرے میں جیسے وقت ایک لمحے کو رک گیا ہو۔

شہریار شاہ سادہ سفید لباس میں، ملبوس۔ چہرے پر معمول کی سنجیدگی لیے کلاس میں داخل ہوئے۔ نظریں سیدھی، قدم متوازن— لیکن جیسے ہی اُن کی نظر شفق پر پڑی، ہلکی سی بے اختیار مسکراہٹ نے اُن کے چہرے کو چھولیا، اور پھر فوراً غائب بھی ہو گئی۔

شفق نے پل بھر کو نظریں اٹھائیں، دل ایک لمحے کو دھڑکنا بھول گیا... مگر فوراً اُس نے نگاہیں جھکالیں،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

لیکچر جاری رہا، سوالات ہوتے رہے، جوابات آتے رہے۔ شہریار کی آنکھیں پوری کلاس پر گھومتی رہیں، مگر ایک زاویہ ایسا تھا جہاں وہ بار بار آکر ٹھہرتی تھیں— اسی سادہ سی لڑکی پر جو خاموشی سے سن رہی تھی

اچانک شہریار نے ایک سوال کیا، پورے کلاس میں خاموشی چھا گئی

"کوئی جواب دے گا؟"

پھر ایک مخصوص نرمی سے اُنہوں نے شفق کی طرف دیکھا:

"شفق؟"

شفق کے ہاتھ کانپے۔ قلم کی نوک رجسٹر پر رک گئی۔ دل نے رفتار تیز کر دی۔ مگر وہ بولی —دھیرے، مگر اعتماد سے۔

"جی سر... یہ نکتہ غالباً اس کانٹیکسٹ میں زیادہ بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے..."

شہریار نے سر ہلایا۔

"بالکل درست... بہت عمدہ۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کچھ طلباء نے چونک کر شفق کو دیکھا۔ کچھ آنکھوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... مگر وہ دونوں آنکھیں ایک دوسرے سے پھر نہ ٹکرائیں۔

لیکچر اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔ مارکر بند ہو چکے تھے، کتابیں سمیٹی جا رہی تھیں، اور کلاس روم میں وہی معمول کی خاموشی چھا رہی تھی، جو ہر پیریڈ کے اختتام پر آہستگی سے پھیل جاتی ہے۔

مگر جانے سے پہلے، شہریار شاہ نے اپنی جگہ سے ہلکا سا رخ بدلا۔ آواز میں وہی نرمی تھی،

"ایک بات جو تھی، جو جانے سے پہلے کہنا ضروری ہے۔"

طلبہ نے چونک کر دیکھا، کچھ متجسس ہوئے، کچھ بدستور بے نیاز۔

شہریار کی آواز پھر سے سنائی دی، اس بار اور بھی ہموار۔

"اگلے ہفتے ہماری یونیورسٹی کی طرف سے، ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا ایک آفیشل ٹرپ جا رہا ہے... جھیل سیف الملوک۔"

کمرے میں جیسے ہلچل سی مچ گئی۔ خوشی، جوش، سرگوشیاں...

Clubb of Quality Content

مگر ایک نظر تھی جو شور سے بے نیاز، سامنے بیٹھے وجود پر جا ٹھیری۔ بہت مختصر، مگر دل تک اتر جانے والی۔

"جو طلبہ دلچسپی رکھتے ہیں، وہ براہِ کرم جلدی سے پرمیشن فارم جمع کرا دیں، تاکہ انتظامات مکمل کیے جا سکیں۔"

یہ اطلاع تھی؟ یا اشارہ؟

بسمانے موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا، اور شفق کو کہنی مار کر ہنسی: "سنا؟ جھیل سیف الملوک... اور سر بھی جا رہے ہیں... اب انکار نہ کرنا!"

شفق نے بے نیازی سے رجسٹر بند کیا،

بسمہ کی بچی تم سے تو میں بعد میں نپٹتی ہوں

جیسے ہی کلاس ختم ہوئی، طلبہ ایک ایک کر کے نکلنے لگے۔ شفق نے بیگ کندھے پر رکھا اور دروازے کی جانب قدم بڑھائے...

صبح کی نرم روشنی پردوں کے درمیان سے چھن کر لاؤنج میں پھیل رہی تھی۔ پورا گھر ایک مانوس سی خاموشی اور نرمی میں ڈوبا ہوا تھا۔ ٹیبل پر چائے کی بھاپ اوپر کو اٹھ رہی تھی، پراٹھوں کی خوشبو پورے کمرے میں گھل چکی تھی۔ برتنوں کی کھنک، چائے کے چمچ کی ہلکی سی ٹک ٹک—یہ سب مل کر صبح کا ایک مانوس سا منظر بنا رہے تھے۔

شفق آہستہ قدموں سے کمرے سے باہر نکلی۔ اُس کے چہرے پر نیند کی ہلکی سی جھلک باقی تھی مگر آنکھوں میں ایک تازگی سی تھی۔

"گُڈ مارننگ!" اُس نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"شفق، کتنی بار سمجھایا ہے کہ سلام کیا کرو! یہ 'مارننگ مارننگ' کیا لگا رکھا ہے؟"

شفق کی مسکراہٹ ایک دم ماند پڑ گئی۔ اُس نے نظریں نیچی کر لیں،"سوری ماما... آئندہ دھیان رکھوں گی۔"

شاہسوار حیات، جو اخبار پڑھ رہے تھے،ذرا سا مسکرائے۔ اُن کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح سکون اور وقار جھلک رہا تھا۔"ارے آمنہ بیگم، اتنی سی بات پر کیوں ڈانٹتی ہے بچی کو؟ چِل کریں، کچھ نہیں ہوتا۔"

آمنہ بیگم نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے قدرے چڑھے ہوئے لہجے میں کہا:"ہاں ہاں، آپ اور ارتضاء نے تو اسے سر چڑھا رکھا ہے۔ کل کو جب پرائے گھر جائے گی نا، تب پتہ چلے گا۔"

ارتضاء، جو پراٹھے کا نوالہ توڑ رہا تھا، اچانک ٹھٹھک گیا۔ اُس کا ہاتھ تھم گیا، اور نگاہیں خود بخود شفق کی طرف اٹھ گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفق چپ چاپ اپنی پلیٹ میں نظریں گاڑے بیٹھی تھی۔ اُس کے چہرے پر سکوت چھایا ہوا تھا، مگر پلکوں کے کنارے نمی سی چمک رہی تھی۔ جیسے اُس نے اپنی بے بسی چھپانے کی کوشش کی ہو۔

"بابا... ایک پرمیشن چاہیے تھی۔"

شاہسوار حیات نے اخبار تہہ کیا، چائے کا کپ میز پر رکھا اور سنجیدگی سے بولے:

"ہمم، بولو بیٹا۔ کس بات کی پرمیشن چاہیے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفق نے اپنے دل کی دھڑکن سنبھالنے کی کوشش کی۔ اس کے ہاتھوں کی انگلیاں پلیٹ کے کنارے سے کھیل رہی تھیں۔ اور پھر وہ دھیرے سے بولی:

"ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا ایک ٹرِپ جا رہا ہے... جھیل سیف الملوک۔ سب جا رہے ہیں... میں بھی جانا چاہتی ہوں۔"

آمنہ بیگم نے فوراً سر جھٹکتے ہوئے کہا: " نہیں! کوئی ضرورت نہیں۔ ہماری لڑکیاں اس قسم کی ٹرِپ ورپ پر نہیں جایا کرتیں!"

شفق نے نظریں اٹھائیں، اُس کی آواز میں لرزش تھی مگر لہجے میں امید چھپی تھی: "ماما پلیز... یہ ہمارا لاسٹ سمسٹر ہے۔ صرف ایک بار کی بات ہے۔"

تمہاری ماما بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں، شفق۔ کوئی ضرورت نہیں۔"

شفق کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔

پھر اُس نے ایک آخری امید کے ساتھ ارتضاء کی طرف دیکھا—

ارتضاء شفق کو دیکھتے ہی ہلکا سا مسکرایا، اور نگاہوں سے جیسے کہا: بے فکر رہو تم۔

اُسی لمحے شفق کے لبوں پر ایک مدھم سی مسکراہٹ آگئی۔ ایک ایسی مسکراہٹ جس میں شکر گزاری بھی تھی... اور یقین بھی۔

@@@@

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رات کے سناٹے میں جب ارتضاء حیات گھر لوٹا، پورا گھر نیم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔
صحن کی لائٹ مدھم سی جل رہی تھی، اور ٹھنڈی ہوا درختوں کے پتوں سے کھیل رہی
تھی۔

سیڑھیوں کے پاس ایک دھندلا سا سایہ بیٹھا تھا۔ ارتضاء نے قریب جا کر دیکھا تو چونک
گیا—

وہ شفق تھی، اُسے دیکھ کر ارتضاء کے چہرے پر نرمی آ گئی۔

"السلام علیکم۔" شفق نے دھیرے سے سلام کیا اُس کی آواز میں ہلکی سی نمی تھی۔

"وعلیکم السلام،

ارتضاء نے دو قدم قریب آ کر پوچھا، "کیسی ہو؟"

"میں ٹھیک ہوں... آپ اتنی دیر سے کیوں آئے؟ میں کب سے ویٹ کر رہی تھی آپ
کا۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں تو ہمیشہ اسی ٹائم آتا ہوں... آج کچھ خاص بات تھی کیا کہ مجھے جلدی آنا تھا؟"

"آپ نے کہا تھا آپ بابا سے پرمیشن کے لیے بات کریں گے... اسی لیے ویٹ کر رہی تھی۔"

ارتضاء نے گہری سانس لی، سر ہلکا سا اسبات میں ہلایا، "ہمم، یاد ہے مجھے۔ بابا کہاں ہیں؟"

"اسٹڈی میں..."

"اوکے، تم ایک کپ چائے بنا دو میرے لیے، میں تب تک اُن سے بات کر لیتا ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔" شفق نے آہستگی سے کہا، اور کچن کی طرف بڑھ گئی۔

ارتضاء اسٹڈی کے دروازے تک پہنچا۔ دروازہ نیم کھلا تھا۔

اندر شاہسوار حیات اپنی مخصوص آرم چیئر پر بیٹھے تھے، عینک کے پیچھے سے کتاب پڑھتے ہوئے۔

ارتضاء نے آہستہ سے دستک دی۔

"بابا؟ آسکتا ہوں اندر؟"

شاہسوار صاحب نے نظریں اُٹھائیں،"ہاں، آؤ ارتضاء سب خیریت؟"

"جی بابا،ایک ضروری بات کرنی تھی۔"

"ہمم،بولو۔"

"بابا... شفق کے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ایک ٹرِپ جا رہا ہے، جھیل سیف الملوک۔ وہ جانا چاہتی ہے، لاسٹ سمسٹر ہے... میں چاہتا ہوں آپ اُسے پرمیشن دے دیں۔"

میں نے اسے صبح تمہارے سامنے منع کیا تھا ارتضاء... تم جانتے ہو،وہ کبھی اکیلی باہر نہیں گئی۔ اتنی دور کیسے جا سکتی ہے؟"

"بابا،بسمہ بھی ساتھ جا رہی ہے۔ اور..." وہ تھوڑا رُکا،"شہریار بھی ہوں گا۔ آپ جانتے ہیں اُسے—وہ میرا دوست ہے اور شفق کا استاد بھی۔ میں اُس سے بات کر لوں گا،وہ شفق کا خیال رکھے گا۔ پلیز، آپ پرمیشن دے دیں۔"

کچھ لمحے خاموشی چھائی رہی۔ پھر شاہسوار صاحب نے نرم لہجے میں کہا، "ٹھیک ہے،

ارتضاء کے چہرے پر اطمینان سا چھا گیا۔ وہ مسکراتا ہوا اسٹڈی سے باہر نکلا۔

دروازے پر شفق کھڑی تھی، ہاتھ میں چائے کا کپ لیے۔

"یہ لیجیے... آپ کی چائے۔"

"شکریہ!"

"بابا نے کیا کہا؟"

ارتضاء نے ایک پل کے لیے خاموشی اختیار کی، پھر سنجیدگی سے بولا:

"بابا نے... اجازت نہیں دی۔ سوری شفق..."

شفق کے ہونٹوں پر مسکراہٹ جمی رہ گئی، مگر آنکھوں میں نمی اُتر آئی۔ "آپ نے تو کہا تھا آپ منالیں گے..."

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ارتضاء نے اُس کے چہرے کی طرف دیکھا، پھر ایک لمحے بعد ہنس دیا۔ "، تم رو کیوں رہی ہو؟ میں تو مذاق کر رہا تھا! بابا نے ہاں کر دی ہے!"

شفق کی آنکھوں میں حیرت اور خوشی ایک ساتھ چمک اُٹھی۔ "کیا؟ سچ میں؟"

"جی ہاں، تم جا سکتی ہو۔

Enjoy your trip

شفق کے ہونٹوں سے بے اختیار نکلا، "میں جانتی تھی بابا آپ کو کبھی انکار نہیں کرتے، وہ آپ کی ہر بات مانتے ہیں۔"

"تھینک یو ارتضاء بھائی! میں آپ کا یہ احسان کبھی نہیں بھولوں گی!"

ارتضاء نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے دھیرے سے کہا، "وعدہ؟"

"وعدہ!"

کمرے میں آکر شفق نے فوراً موبائل اٹھایا اور بسمہ کو میسج کیا:

"بابا نے پرمیشن دے دی ہے!"

"رئیلی؟ مذاق تو نہیں کر رہی؟"

"نہیں سچ میں! ارتضاء بھائی نے منالیا انہیں!"

"ویسے ارتضاء بھائی تمہارے کزن ہیں، لیکن وہ تمہارا بھائیوں سے زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ بہت لکی ہو تم! کہ تمہیں ارتضاء بھائی جیسا کزن ملا ہے۔

شفق مسکرائی۔"ہاں، لکی تو ہوں میں... وہ ہمیشہ میرا ساتھ دیتے ہیں۔ ویسے بتاؤ، کلاس سے کون کون جارہا ہے؟"

"یار، زید، حارون، فائقہ، مناہل وغیرہ کا گروپ ہے... اور ٹیچرز میں میم ارم اور سر شہریار۔"

شفق کی انگلیاں ایک لمحے کو رُک گئیں۔

"مجھے لگتا ہے سر صرف تمہاری وجہ سے جا رہے ہیں!" بسمہ نے شرارت سے لکھا۔

"شٹ اپ، بسمہ! ایسا کچھ نہیں ہے۔"

"مانو یا نہ مانو، کچھ تو ہے..."

شفق خاموش ہو گئی۔ وہ بیڈ پر بیٹھی موبائل کو گھورتی رہی۔ بسمہ کا آخری جملہ اُس کے دماغ میں گونج رہا تھا: **"مجھے لگتا ہے سر شہریار تمہاری وجہ سے جا رہے ہیں..."**

اُس کے ہونٹوں پر ہلکی سی، بے اختیار مسکراہٹ آئی۔ جانے کیوں؟ شاید بات مذاق کی تھی، شاید نہیں۔ اُس نے جواب لکھنے کے لیے انگلیاں چلائیں، مگر پھر رک گئیں۔ کچھ لمحوں بعد اُس نے موبائل بند کر دیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں... ایسا نہیں ہے۔ وہ میرے ٹیچر ہیں... اور میں صرف اُن کی اسٹوڈنٹ۔ بس۔"

کمرے کی مدھم روشنی دیواروں پر پھیل رہی تھی۔ باہر کہیں دور سے کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آئی، پھر خاموشی۔ شفق نے آہستہ سے کمفرٹر اوڑھا اور خود کو اُس میں سمیٹ لیا۔

@@@@@@

شہریار شاہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا، لاؤنج کی مدھم روشنی میں بیٹھے پرویز شاہ بخاری اور مسرت بیگم پر نظر پڑی— تو ایک لمحے کو اس کے قدم خود بخود تھم گئے۔ چہرے پر ہلکی سی حیرت تھی، مگر آنکھوں میں وہی پرانی تھکن... جو ہر ملاقات کے بعد دل میں چُپ چاپ بیٹھ جاتی تھی۔

"السلام علیکم..."شہریار بس اتنا کہہ کر آگے بڑھا۔

مگر پیچھے سے پرویز شاہ بخاری کی سرد اور گہری آواز گونجی—"شہریار، ادھر آؤ، ہمیں تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"

وہ پلٹا، کندھے سیدھے کیے، مگر چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ "جی، بولیے۔"

لاؤنج کی فضا بوجھل تھی۔ گھڑی کی ٹک ٹک، چھت کے پنکھے کی مدھم گھومتی آواز، اور درمیان میں وہ سناٹا — جیسے دیواروں نے بھی سانس روک رکھی ہو۔

پرویز شاہ نے اخبار میز پر رکھ دیا۔ آنکھوں میں جھلکتی سختی جیسے برسوں سے جمع ہو۔ "تم صبح نکلتے ہو اور رات گئے واپس آتے ہو، کیا ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ سارا دن کہاں ہوتے ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے میں ایک لمحے کے لیے خاموشی چھا گئی۔ پھر شہریار نے نظریں جھکائے بغیر، پُر سکون لہجے میں کہا: "جی ایک دوست کے گھر فنکشن تھا، پرسوں وہیں پر تھا۔"

"اور باقی دن؟ پانچ بجے تک باہر کہاں رہتے ہو؟" پرویز شاہ کی آواز میں تلخی تھی، جیسے ہر لفظ ایک طعنہ بن گیا ہو۔

"یونیورسٹی میں اسسٹنٹ پروفیسر کی جاب کر رہا ہوں۔ وہیں پر ہوتا ہوں۔" شہریار کے لہجے میں نہ غرور تھا، نہ عاجزی—بس حقیقت تھی، تھکن کے ساتھ لپٹی ہوئی حقیقت۔

پرویز شاہ کی پیشانی پر شکنیں اُبھر آئیں۔ "شہریار شاہ بخاری کو نوکری کی کیا ضرورت ہے؟ یہ بزنس اور زمینیں کون سنبھالے گا؟" ان کی آواز میں سخت ناگواری تھی۔

شہریار نے چند لمحے خاموشی سے اپنے والد کو دیکھا، پھر دھیرے سے بولا: "باباجان... آپ کا بزنس اور آپ کی زمینیں آپ کو ہی مبارک ہوں۔ مجھے اپنی زندگی اپنے طریقے سے جینے دیں۔"

"کب تک؟ آخر کب تک ناراض رہو گے ہم سے، شہریار؟"

"امی، میں ناراض نہیں ہوں..."

"تو پھر بیزار ہو؟ بھول جاؤ اُس واقعے کو۔ تین سال ہو گئے... وہ اُس لڑکی کی قسمت تھی۔ جو ہونا تھا، ہو گیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ الفاظ جیسے خنجر بن کر شہریار کے سینے میں اترے۔ اُس کے قدم خود بخود آگے بڑھے۔ چہرے پر ضبط کی ایک تہہ، اور آنکھوں میں نمی کا وہ سایہ جو برسوں سے چھپا تھا۔

"بابا کیا آپ نے سچ میں کہا—لڑکی؟" وہ لڑکی نہیں تھی، وہ آپ کی بیٹی تھی۔ میری بہن تھی وہ، جسے آپ نے ضد میں ان سنا کر دیا... وہ آپ کے گھر کی عزت تھی، اور اُس نے عزت کی بھیک مانگی تھی آپ سے۔ آپ نے صرف اپنی ضد، اپنی انا کے لیے اُسے رد کر دیا—اور وہ..." اُس کے ہونٹ کپکپا گئے، مگر الفاظ کا بہاؤ رُکا نہیں۔

"وہ زندگی سے ہار گئی، بابا۔ وہ مر گئی۔"" نہیں، نہیں—وہ مری نہیں... اُس نے خودکشی کی تھی!" کمرے میں ہوا جیسے رک گئی۔ ہر لفظ دیواروں سے ٹکرا کر واپس آتا محسوس ہوا۔

"آج بھی اُس کی خون میں لت پت لاش میرے سامنے ہے... وہ اسپتال کا کمرہ، وہ سفید چادر، اور وہ آخری سانسیں—آپ کہتے ہیں کہ وہ لڑکی تھی؟ وہ میری بہن تھی، بابا!"

مسرت بیگم کے ہاتھ خود بخود لرزنے لگے۔ اُن کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے، مگر زبان خاموش رہی۔

پرویز شاہ نے نظریں چرائیں، شاید کہیں اپنے اندر شرمندگی کا ایک لمحہ محسوس کیا ہو— مگر اُن کے چہرے پر احساس کے بجائے سختی کا سایہ ہی تھا۔

شہریار نے گہری سانس لی، آنکھوں کے کنارے نم تھے۔ " تین سال اور پانچ مہینے ہو چکے ہیں... اور میں آج بھی ہر رات وہ منظر جیتا ہوں۔

تو پلیز... کم از کم یہ نہ کہیے کہ بھول جاؤ۔ "اُس کی آواز اب دھیرے دھیرے لرزنے لگی۔

" آپ اُسے بھول سکتے ہیں بابا... میں نہیں! نہ اُس وقت آپ کو اپنی زندہ بیٹی کا خیال تھا، نہ آج اُس کی موت کا کوئی غم ہے آپ کو۔ آپ تب بھی آپ سنگدل تھے... اور آج بھی!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میں نے محبین کو ہر رات مرتے دیکھا ہے... اُس دن کے بعد میرے اندر کا بھائی بھی مر گیا۔ اُس نے صرف محبت مانگی تھی، عزت مانگی تھی—اپنی زندگی کے فیصلے کا حق مانگا تھا۔

لیکن آپ نے... آپ نے صرف اپنی ضد دیکھی، اپنی انا دیکھی۔ بابا... وہ بیٹی تھی آپ کی، کوئی غیر نہیں۔ پھر بھی آپ نے اُسے تنہا چھوڑ دیا۔ اور آج... تین سال بعد آپ کہتے ہیں، بھول جاؤ؟ کیسے بھول جاؤں، بتائیے!

میری آنکھوں کے سامنے اُس کی لاش پڑی تھی، خون سے لت پت، سفید چادر میں لپٹی ہوئی..." اب شہریار کے الفاظ ٹوٹنے لگے، سانس تیز ہو چکی تھی۔ "بابا... میں تو آج تک خود کو معاف نہیں کر سکا... اور آپ ایسے کھڑے ہیں جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ آپ نے نہ اُس وقت اُسے زندہ سمجھا، نہ آج اُسے مردہ مانا... آپ کو نہ کل اُس کی زندگی کی پرواہ کی، نہ اُس کی موت کا سوگ منایا۔ اور آج اتنے برسوں بعد بھی... آپ ویسے ہی سنگدل ہیں!"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پرویز شاہ چپ بیٹھے تھے، مگر اُن کی خاموشی بھی مجرم لگ رہی تھی۔

شہریار نے کچھ لمحے اُن دونوں کو دیکھا، پھر آہستہ سے اپنے کمرے کی طرف پلٹا۔ قدم بھاری تھے، مگر مضبوط۔

دروازہ بند ہونے کی "ٹھاہ" نے جیسے دل کے اندر کچھ توڑ دیا۔

کمرے میں آتے ہی اُس نے دراز کھولی، اور ایک پرانا ڈیل کا ٹیبلٹ نکالا۔

ذہن اب خالی تھا... شہریار نے اسکرین آن کی—اور جیسے ہی روشنی پھیلی، ایک تصویر نمودار ہوئی۔

مہجبین شاہ بخاری۔ مسکراتی ہوئی، آنکھوں میں خواب، چہرے پر زندگی۔ چھوٹے سے گال پر ڈمپل۔ وہی مہجبین، جو کبھی ہر بات پر ہنستی تھی۔ مگر اب صرف ایک یاد تھی۔

"مہجبین..." شہریار نے ہلکی آواز میں کہا۔

"اگر اُس دن میں تمہے روک لیتا، اگر صرف ایک بار میں بابا کے سامنے کھڑا ہو جاتا تو شاید..."

تین سال پہلے

کمرے میں زرد بلب کی مدھم روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ دیوار پر لٹکی گھڑی کی سوئیاں جیسے وقت کے بجائے خاموشی کو گن رہی تھیں۔ باہر بارش کی ہلکی بوندیں کھڑکی سے ٹکرا کر ایک عجیب سا ساز پیدا کر رہی تھیں۔

مہجبین کھڑکی کے قریب کھڑی تھی—اُس کی آنکھوں میں ہلکی نمی تھی۔ وہ دھیرے سے بولی،

"بھائی، اگر بابا نہ مانے تو؟" مہجبین کی آنکھوں میں خوف بھی تھا، امید بھی،

شہریار مسکرایا، "تو پھر میں خود بات کروں گا۔ تم فکر نہ کرو۔ اگر تم سچ میں اُس سے محبت کرتی ہو تو،"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مہجبین کے چہرے پر سکون سا اُتر آیا۔ اُس نے آہستہ سے آگے بڑھ کر شہریار کے کندھے پر سر رکھا۔ "شکریہ، بھائی۔ آپ کے سوا میرا کوئی نہیں ہے جو مجھے سمجھے اُس کے لہجے میں اتنی معصومیت تھی کہ شہریار نے ایک لمحے کے لیے آنکھیں بند کر لیں،

مگر وہ رات... وہ رات سب کچھ بدل گئی۔ گھر میں شور تھا، سخت لہجے، بلند آوازیں، اور درمیان میں ایک لڑکی کی سسکیاں۔

پرویز شاہ اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھے تھے، چہرے پر وہی غرور جو نسلوں سے منتقل ہوتا آیا تھا۔

"میرے گھر کی بیٹی کسی معمولی لڑکے سے شادی نہیں کرے گی!"

یہ جملہ جیسے دیواروں سے ٹکرا کر مہجبین کے وجود کو توڑ گیا۔

وہ زمین پر بیٹھی تھی، آنسو آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

Clubb of Quality Content

"بابا، وہ مجھے بے حد چاہتا ہے۔ وہ عزت دار ہے، خود کماتا ہے، بس خاندانی نام نہیں ہے۔"

آواز لرز رہی تھی، مگر دل میں ابھی بھی اُمید کی چنگاری تھی۔

پرویز شاہ کے چہرے پر ایک سخت مسکراہٹ اُبھری۔ "میری بیٹی محبت کے نام پر ہماری عزت کو نہیں بیچے گی!"

یہ الفاظ کسی خنجر کی طرح تھے — جو صرف دل نہیں، روح چیر دیتے ہیں۔

مہجبین کے لب کانپے، مگر زبان خاموش ہو گئی۔ شہریار اُس وقت دروازے کے پاس کھڑا تھا۔

وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کہہ سکا۔ باپ کے وقار اور بہن کے درد کے بیچ، وہ خود پتھر بن گیا تھا۔

رات گہری ہو چکی تھی۔ چاند کی روشنی کمرے میں چھن چھن کر داخل ہو رہی تھی۔

مہجبین اپنے بستر پر بیٹھی تھی، گود میں ایک چھوٹی سی ڈائری، اور سامنے میز پر رکھا وہ خط —جو اُس نے لکھا، مٹایا، پھر دوبارہ لکھا۔

کمرے میں خاموشی تھی۔ بس کبھی کبھار گھڑی کی ٹک ٹک، اور کبھی اُس کے رونے کی ہلکی سی آواز۔ مگر پھر... سب کچھ تھم گیا۔

جب شہریار نے اگلی صبح مہجبین کے کمرے دروازہ کھولا—اندر کا منظر اُس کی زندگی کے ہر خواب کو جلانے کے لیے کافی تھا۔ مہجبین کی سانس بند ہو چکی تھی۔

کلائی پر کٹی ہوئی رگوں سے خون بہہ کر سفید چادر کو سرخ کر چکا تھا۔ اس کا چہرہ پرسکون تھا— جیسے وہ آخرکار درد سے آزاد ہو گئی ہو۔

شہریار کے ہاتھ کانپنے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اُس نے آگے بڑھ کر مہجبین کو ہلایا— " مہجبین... یہ تم نے کیا کر دیا۔ اٹھو مہجبین اُٹھو نا، شہریار چیخ رہا تھا مگر جواب میں صرف خاموشی تھی۔

دیوار پر ٹنگی گھڑی دس بجا رہی تھی، اور وقت جیسے وہیں رک گیا تھا۔ میز پر رکھا خط اب نم ہو چکا تھا، مگر الفاظ ابھی بھی واضح تھے:

"بھائی، میں تھک گئی ہوں... بابا سے لڑتے لڑتے... آپ نے کہا تھا آپ بابا سے بات کرنگے لیکن آپ نے نہیں کی۔ اور بابا کبھی نہیں مانگے ان کے لے ان کی انا سب کچھ ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

یہ پڑھ کر شہریار کے اندر کچھ ٹوٹ گیا۔ ایک چیخ اُس کے لبوں تک آئی، مگر باہر نہ نکل سکی۔

صرف ایک بے جان سناٹا کمرے میں باقی رہ گیا— اور اُس سناٹے میں اُس کی مجبین کی یاد ہمیشہ کے لیے قید ہو گئی۔

حال ٹیبلٹ شہریار کے ہاتھ سے پھسل کر فرش پر جا گرا۔

اسکرین پر روشنی اب بھی تھی مہجبین کی مسکراتی تصویر، اُس کے ڈمپل، اُس کی آنکھوں کی چمک سب کچھ ویسا ہی تھا، بس زندگی کہیں غائب تھی۔

شہریار کے دل کی دھڑکن اور گھڑی کی ٹک ٹک ایک ساتھ چل رہی تھیں—دونوں تھکی ہوئی، دونوں زخمی۔

" مہجبین... اگر اُس دن میں تمہے روک لیتا، اگر صرف ایک بار میں بابا کے سامنے کھڑا ہو جاتا تو شاید... "اُس کے لب لرزے، مگر آواز نہ نکلی۔ صرف سانسیں بھاری ہو گئیں۔

ٹیبلٹ کی اسکرین پر وہی مسکراہٹ چمک رہی تھی—وہی جو کبھی اُس کے گھر کی روشنی تھی، اور اب صرف یادوں کی راکھ میں بدل چکی تھی۔ شہریار نے آہستہ سے سر جھکایا، اور سرگوشی کی:

"…I'm sorry, Mahjabeen"

"میں تمہیں بچا نہیں سکا۔"

کمرے میں پھر وہی خاموشی پھیل گئی، جو تین سال پہلے اُس رات چھا گئی تھی—

جب ایک بہن کی سانس رک گئی تھی،اور ایک بھائی ہمیشہ کے لیے اندر سے مر گیا تھ

@@@@@@@@@@@@@"

شام کا وقت تھا اور گھر کی فضا میں ایک عجیب سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ شاہسہوار صاحب نے اِرتضا کو پاس بلایا۔

اِرتضا خاموشی سے ان کے پاس آ بیٹھا۔ قریب ہی آمنہ بیگم بھی بیٹھی تھیں،

"ہم کچھ دنوں سے تمہاری شادی کے بارے میں سوچ رہے ہیں،" شاہسہوار صاحب نے نرمی سے بات شروع کی۔

اِرتضا نے چونک کر ان کی طرف دیکھا۔ یہ وہ لمحہ تھا جس کا اسے ڈر تھا، لیکن ساتھ ہی ایک موقع بھی تھا کہ وہ اپنے دل کی بات کہہ سکے۔ اس نے اپنے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا: بابا کیا اپ کی نظر میں کوئی ہے

نہیں لیکن تمہاری ماں چاہتی ہے کہ وہ جلد از جلد تمہارے فرض سے فارغ ہو شاہسوار صاحب نے مزید کہا، "اِرتضا، اگر تمہیں کوئی پسند ہے تو ہمیں بتاؤ۔"

اِرتضا نے جھجھکتے ہوئے، ہچکچاہٹ کے ساتھ کہا بابا، میں پسند کرتا ہوں۔"

شاہسوار صاحب اور آمنہ بیگم کے چہروں پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔ "کسے، بیٹا؟"

اِرتضاء نے ایک لمحے کو نظریں جھکا لیں، جیسے الفاظ چنتے ہوئے دل دھڑک رہا ہو۔ پھر ہچکچاتے ہوئے بولا: "شفق... شفَق حیات!": "میں نکاح کرنا چاہتا ہوں اُس سے، بابا۔"

کمرے میں ایک پل کو خاموشی چھا گئی — لیکن وہ خاموشی بے چینی کی نہیں، بلکہ حیرت اور گہری سوچ کی تھی۔ "بابا، میں پسند کرتا ہوں اسے۔"

آمنہ بیگم کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ شاہسوار صاحب چند لمحوں کے لیے خاموش ہو گئے، جیسے وہ اس انکشاف کو ہضم کر رہے ہوں۔ پھر انہوں نے اِرتضا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا، "شفَق؟ ہماری شفَق؟"

اِرتضا نے اثبات میں سر ہلایا، "جی، بابا۔"

آمنہ بیگم نے خوشی سے کہا، "اِرتضاء، تم تو ہمارے بیٹے جیسے ہو۔ اور شفَق تو واقعی بہت خوش قسمت ہو گی اگر اسے تم جیسا شوہر ملے گا۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔"

اِرتضا نے سر جھکا کر کہا، "امی جان، مجھے معلوم ہے کہ یہ آسان نہیں ہو گا بابا، میں نہیں جانتا کہ وہ اس رشتے کے لیے مانے گی یا نہیں..." اِرتضاء کی آواز میں ہلکی سی کپکپاہٹ تھی،

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاہسوار صاحب نے گہری سانس لی اور اِرتضا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا،"یہ دل کے معاملات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ محبت کا اظہار کرنا آسان نہیں ہوتا،خاص طور پر جب سامنے والا شخص تمہیں کسی اور نظر سے دیکھتا ہو۔"

آمنہ بیگم نے اِرتضا کے چہرے پر اداسی دیکھ کر نرمی سے کہا،"بیٹا،ہم اس پر غور کریں گے،اور جو بھی فیصلہ ہوگا،وہ تمہاری اور شَفق کی بھلائی کے لیے ہوگا۔"

@@@@@@@@@@@

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بابا،مجھے مارکیٹ جانا ہے... کل کے ٹرپ کے لیے کچھ چیزیں لینی ہیں۔"

شاہسوار حیات جو گھر سے نکل رہے تھے شفق کی آواز پر ایک لمحے کے لیے رک کر پیچھے مڑ کر دیکھا،شام کی سنہری روشنی ان کے چہرے کے زاویوں کو نرم کر رہی تھی۔انہوں نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ کہا،

"بیٹا، میں تو ایک کام سے باہر جا رہا ہوں، تم اِرتِضاء سے کہہ دو... اگر وہ فری ہو تو لے جائے گا۔"

"ٹھیک ہے بابا میں اِرتِضاء بھائی سے بات کرتی ہوں۔

شَفَق نے ارتضاء کے دروازے پر ہلکی سی دستک دی اور کمرے میں داخل ہوئی۔ اِرتِضاء رف سے حلیے میں کسی فائل میں غرق تھا۔ کمرے میں دھوپ کی نرم شعاعیں کھڑکی سے داخل ہو رہی تھیں، اور فائل پر پڑتی روشنی اِرتِضاء کے چہرے کے سخت زاویوں کو نرم کر رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اِرتِضاء بھائی، کیا آپ فری ہیں؟" شَفَق کی آواز ہلکی سی جھجک کے ساتھ کمرے میں گھلی۔

اِرتِضاء نے نظریں اٹھائیں، اور ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا،: "فری تو نہیں ہوں کیوں کوئی کام تھا..."

،"بھائی، مجھے مارکیٹ جانا ہے، بابا نے کہا تھا اگر آپ فری ہو تو آپ کے ساتھ چلی جاؤں۔"

۔"اوکے، تم ڈریسنگ سے کار کی چابی لے لو، میں ابھی آتا ہوں۔"

شفَق کے چہرے پر خوشی کی ہلکی چمک پھیل گئی، جیسے دھوپ کی پہلی کرن کسی خزاں کی صبح میں پڑ رہی ہو۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد، دو تین دکانوں سے خریداری کرتے وقت، اِرتضاء خاموشی سے شفَق کے ساتھ رہا۔ جب شاپنگ مکمل ہوئی اور یہ لوگ گاڑی کے قریب پہنچے تو ارتضاء نے مسکرا کر آفر کی: "کچھ کھاو گی؟"

"ہاں، کیوں نہیں؟"

اِرتضاء نے سامنے ایک خوبصورت ریسٹورنٹ کی طرف اشارہ کیا، "پھر یہاں چلتے ہیں۔"

ریسٹورنٹ میں داخل ہوتے ہی، گرم روشنیوں میں بیٹھتے ہی، کھانے کی خوشبو اور نرم موسیقی نے ماحول کو رومانوی اور پرسکون بنا دیا۔ اِرتِضاء نے کھانے کا آرڈر دیا اور دونوں آرام سے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔ کھانے کے بعد، اِرتِضاء نے پوچھا، "شَفق، آئس کریم کھاؤ گی؟"

کیوں نہیں اگر آپ کھلانا چاہیں تو شفق نے مسکرا کر کہا

شفق کی بات پر ارتضاء مسکرایا اور ویٹر کو آواز دی ویٹر کی آمد کے ساتھ ہی، آئس کریم کا آرڈر دیا گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پھر ایک لمحے کے لیے، اِرتِضاء نے اپنی نظریں شَفق پر جمائی، اور سنجیدگی سے کہا، "شَفق... مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی..."

شَفق نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا، "کون سی بات؟"

اِرتِضاء نے ایک لمحے کو رُک کر سانس لی، جیسے لفظ ڈھونڈ رہا ہو، "دراصل بات یہ ہے کہ

اس لمحے، ایک جانی پہچانی آواز نے ماحول کو بدل دیا: "السلام علیکم !"سامنے شیر یار شاہ

کھڑا تھا___"

دونوں نے چونک کر دیکھا۔ سامنے شیر یار شاہ کھڑا تھا۔

"وعلیکم السلام !"اِرتِضاء نے کرسی سے اٹھتے ہوئے گرمجوشی سے ہاتھ ملایا،" کیسے ہو

شیری؟ بڑے دنوں بعد نظر آئے ہو۔"

"میں ٹھیک ہوں، تم کیسے ہو؟"

شَفَق بھی احتراماً کھڑی ہو گئی،

"السلام علیکم، سر۔"

شیر یار نے ہلکا سا سر ہلا کر جواب دیا،"وعلیکم السلام، کیسی ہے مس شفق

میں بالکل ٹھیک، سر۔"پلیز جوائن ایس شَفَق نے مسکرا کر آفر دی۔

وائی نوٹ ‘‘شیر یار کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اِرتِضاء نے ویٹر کو آواز دی، "ایک کافی، پلیز۔" کافی آتے ہی، تینوں نے گپ شپ شروع کی۔

شیریار کی نظریں شفق پر بار بار پڑ رہی تھیں، جو پیچ رنگ کے لباس میں، سر پر ہم رنگ دوپٹہ لیے، آئس کریم کھا رہی تھی۔ اُس کی ہر حرکت میں معصومیت اور قدرتی کشش تھی۔ ریسٹورنٹ کی نرم روشنی اس کشش کو اور بھی نمایاں کر رہی تھی۔

شیریار اور شفَق کی نظریں ایک لمحے کے لیے ٹکرا گئیں، ایک خاموش لمحہ، وقت جیسے رک گیا ہو۔ پھر شیریار نے نظریں ہٹا لیں، لیکن اُس لمحے کی تاثیر ابھی بھی ماحول میں محسوس ہو رہی تھی۔

کچھ دیر بات چیت کے بعد، شفَق نے ہلکی سی جھجک کے ساتھ شیریار سے بات چھیڑی، "سر، آپ کل جا رہے ہیں نا ٹرپ پر؟"

اِرتِضاء نے شیریار کی طرف دیکھ کر کہا، "اچھا ہوا یار، یاد رہا... میری کزن کا خاص خیال رکھنا۔ یہ کبھی بھی اکیلی کہیں نہیں گئی۔"

شیریار کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ آئی، "میں خیال رکھوں گا۔

بھلا شہریار شاہ بخاری سے زیادہ کوئی شفق حیات کا خیال رکھ سکتا تھا"

اتنے میں اُس کا فون بجا۔ شیریار نے فون نکالا، ایک ضروری میسج آیا تھا۔ اُس نے فون

سائلنٹ

پر کیا یار ارتضاء ایک ارجنٹ کام اگیا ہے مجھے اب چلنا ہو گا کل انشاءاللہ ملاقات ہو گی

شہریار کے جانے کے بعد شَفَق نے مصنوعی ناراضی سے کہا، "اِرتِضاء بھائی... آپ نے شہریار سر سے یہ کیوں کہا کہ میرا خیال رکھیں؟ میں بچی تو نہیں ہوں کہ کھو جاؤں!"

اِرتِضاء نے نرم لہجے میں کہا، "تم ٹھیک کہتی ہو... تم بچی نہیں ہو... لیکن شاید تمہیں یہ نہیں معلوم... تم میری وہ خاموش خواہش ہو، جسے میں ہر روز جیتا ہوں... اور ہر روز چھپاتا ہوں۔

"اُس نے سانس روکی، لبوں پر آیا جملہ واپس نگل لیا، اور بس اتنا کہا:

"تم ٹھیک کہتی ہو... تم بچی نہیں ہو... لیکن شاید تمہیں اندازہ نہیں، تم میرے لیے کیا ہو۔"

شفَق نے چونک کر ارتضاء کی طرف دیکھا، "کیا کہا آپ نے؟"

اِرتِضاء نے نظریں نیچی کر لیں، "کچھ نہیں... بس یونہی۔"

شفَق نے آئس کریم کا ایک چمچ منہ میں رکھتے ہوئے ہنستے ہوئے کہا، "آپ ہمیشہ آدھی بات کر کے چپ کیوں ہو جاتے ہیں؟"

اِرتِضاء نے ایک لمحے کے لیے شفَق کی آنکھوں میں نظریں جمائیں، اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ائی—وہی مخصوص مسکراہٹ، جو کچھ کہتی بھی اور سب چھپا بھی لیتی۔

"شاید اس لیے کہ جو باتیں مکمل ہو جائیں... وہ یا تو دل توڑتی ہیں، یا خواب۔"

شفَق نے بھنویں اچکا کر پوچھا، "کیا مطلب؟"

اِرتضاء نے دھیرے سے نظریں کھڑکی کے باہر بارش میں جما دیں، جیسے لفظوں سے بھاگ کر خاموشی میں پناہ ڈھونڈ رہا ہو۔ پھر اچانک گردن موڑ کر شفَق کو دیکھا، "چھوڑو یار، اب چلیں۔ ویسے بھی کافی دیر ہو گئی ہے۔ امّی کی ڈانٹ کے لیے تیار ہو جاؤ!"

...سچ کہا آپ نے آج تو گھر جا کر لیکچر ہی ملے گا

دونوں کے قہقہوں میں وہ ادھوری بات کہیں دب گئی... جو شاید کبھی مکمل نہ ہونے والی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

@@@@@@@@@

اگلے روز شفَق کی آنکھ الارم کی آواز سے کھلی۔ وقت دیکھا تو صبح کے چار بج رہے تھے۔ وہ جلدی سے بستر سے نکلی، تازہ دم ہو کر وضو کیا اور نماز ادا کی۔ نماز کے بعد جب اُس نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے، تو ایک لمحے کو رُک گئی۔

"یا اللہ، میرے پاس تو مانگنے کو کچھ خاص نہیں ہے... آپ نے پہلے ہی ہر چیز سے نوازا ہے۔ میں آپ کا شکر ادا کرتی ہوں، یا رب، ہر نعمت کے لیے۔"

نماز پڑھنے اور تیار ہونے کے بعد شفق اپنے کمرے سے باہر ائی "ماما جلدی کریں نا، مجھے دیر ہو جائے گی۔ میم نے کہا تھا کہ ساڑھے پانچ بجے روانہ ہونا ہے۔"

" آجاؤ، بچے، ناشتہ تیار ہے۔"

شفَق نے جلدی سے ناشتہ کیا باہر اِرتضا پہلے ہی گاڑی میں بیٹھا اُس کا انتظار کر رہا تھا۔

آمنہ بیگم نے شفَق کو گلے سے لگا کر نرمی سے کہا،

"اللہ تمہیں اپنی امان میں رکھے، بیٹا۔ اپنا خیال رکھنا، اور پانی کے قریب زیادہ مت جانا۔""

جی ماما، آپ فکر نہ کریں۔ میں دھیان رکھوں گی۔"

شفَق نے ایک آخری نظر اپنے گھر پر ڈالی، پھر گاڑی میں بیٹھ گئی۔

سب اسٹوڈنٹس بس میں پہلے سے موجود تھے، باتیں ہو رہی تھیں، قہقہے چل رہے تھے کہ اتنے شفَق حیات یونیورسٹی گیٹ سے اندر آتی نظر آئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"السلام علیکم سر

"وعلیکم السلام، مس شفَق، آپ کا ہی ویٹ ہو رہا تھا۔"شہریار شاہ نے مسکرا کر کہا، مگر اُس کے انداز میں ہمیشہ کی سی سنجیدگی چھپی ہوئی تھی۔

اُسی لمحے پیچھے سے اِرتِضا حیات کی آواز آئی،"ہیلو شَیری، کیسا ہے؟"

"میں ٹھیک ہوں، تُو سنا؟"شہریار نے پلٹ کر جواب دیا۔

"یار، زرا ایک بات سن... شفَق کا خیال رکھنا اچھے سے، یو نو، ماما بابا نے بڑی مشکل سے اجازت دی ہے۔"

"بے فکر ہو جا، میں خیال رکھوں گا۔"شہریار نے مختصر جواب دیا،

بس روانہ ہوئی راستے میں ایک خوبصورت گاؤں آیا۔ چھوٹے چھوٹے گھر، سرسبز کھیت، لکڑی کے چھجے، اور کھلے میدان... جن میں کہیں بچے کھیل رہے تھے اور کہیں عورتیں پانی کے گھڑے سر پر رکھے چل رہی تھیں۔

شَفَق نے شیشے سے باہر جھانکتے ہوئے کہا، "بسمہ، دیکھو یہ گاؤں کتنا پیارا ہے نا؟"

"سچ میں، "بسمہ نے ہامی بھری، " کتنی سادہ اور سکون والی زندگی ہے ان کی۔ "

ابھی وہ یہ سب دیکھ ہی رہی تھیں کہ بس ایک پتلی پہاڑی سڑک پر چڑھنے لگی۔ ایک طرف گہری کھائی، اور دوسری طرف چٹانیں۔ اچانک ایک جھٹکے سے بس ڈگمگائی، اور کئی لوگوں کے منہ سے ایک ساتھ چیخ نکل گئی۔

شہریار فوراً کھڑا ہو گیا اور پرسکون لہجے میں بولا، "سب لوگ ریلیکس رہیں، یہ پہاڑی راستے تھوڑے چیلنجنگ ہوتے ہیں، مگر ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں۔ اس کے بعد جو منظر ہو گا، وہ آپ سب کو سب کچھ بھلا دے گا۔"

اور واقعی، تقریباً آٹھ گھنٹے کے سفر کے بعد، سامنے جھیل سیف الملوک کا جادوئی منظر تھا۔

جیسے ہی بس رکی، سب ایک ایک کر کے نیچے اترے۔ ہوا میں ٹھنڈک تھی، اور جھیل کا پانی سبز نیلا سا رنگ لیے دھوپ میں چمک رہا تھا۔

"بسمہ دیکھو... ہم نے اس جگہ کے بارے میں جو کچھ بھی سنا تھا، یہ تو اُس سے بھی کئی زیادہ حسین ہے۔"

دور پہاڑوں کی برف پوش چوٹیاں، خاموش کھڑی تھیں... سب لوگ اپنی باتوں میں مگن تھے کہ شہریار شاہ کی آواز ابھری، سٹوڈنٹس! سب لوگ ذرا ایک سائیڈ پر ہو جائیں۔"

پھر اُس نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا،

"یہ ہیں سر ثاقب، میرے دوست۔ آج کے دن یہ ہمارے گائیڈ ہوں گے۔ ہمیں جھیل کے ارد گرد کے اہم مقامات کی سیر کرائیں گے اور یہاں کی دلچسپ معلومات بھی شیئر کریں گے۔"

سب نے ادب سے سر ثاقب کو سلام کیا، اور آہستہ آہستہ گروپ ترتیب پکڑنے لگا۔

@@@@@

یہ لوگ جھیل کے قریب ایک خوبصورت فارم ہاؤس میں ٹھہرے تھے— چھوٹا سا مگر دلکش۔ سیاحوں کی بھیڑ سے دور، اونچے درختوں کے بیچوں بیچ، دو منزلہ لکڑی کا یہ فارم ہاؤس ایسا لگتا تھا جیسے کسی کہانی کی کتاب سے نکلا ہو۔ بالکونیوں پر رنگ برنگے پھولوں کے گملے رکھے تھے، اور جھیل بالکل پاس ہی تھی۔ ہر کمرے کی کھڑکی سے نیلا، پرسکون پانی دکھائی دیتا تھا۔

فارم ہاؤس کے اندر ایک دیہاتی سادگی تھی، جس میں خالص خوبصورتی چھپی تھی۔ لابی میں پرانے طرز کے قالین بچھے تھے، دیواروں پر ہاتھ سے بنے نقش و نگار آویزاں تھے، اور ایک کونے میں پرانی طرز کا آتش دان دھیرے دھیرے جل رہا تھا۔

کمروں کی چھتیں لکڑی کی تھیں اور کھڑکیاں اتنی بڑی کہ باہر کی شام کی سنہری روشنی اندر چھن کر آتی تھی۔

شَفَق حیات کی نظریں کھڑکی سے باہر جمی ہوئی تھیں۔ سورج اب جھیل کے پانی پر اپنا آخری عکس ڈال رہا تھا۔

بسمہ نے ابھی لیٹنے کی کوشش ہی کی تھی کہ شَفَق بولی،

"چلو بسمہ، باہر چلتے ہیں۔

بسمہ نے کروٹ لیتے ہوئے آہستگی سے کہا، میں بہت تھک گی ہو شفق بعد میں چلنگے

"یار، چلو نا! ویسے بھی ہم یہاں آرام کرنے تو نہیں آئے بلکہ چھوڑوں تم آرام کرو، میں خود ہی چلی جاتی ہوں۔ "

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شَفَق چپ چاپ کمرے سے باہر نکلی۔ اس کے قدم پتھریلے چھوٹے راستے پر جھیل کی سمت بڑھنے لگے۔

تب ہی، جھیل کے پاس کھڑے شہریار پر اُس کی نظر ٹھہر گئی۔

،وہ جھیل کے کنارے سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا، جھیل کی جانب رخ کیے سر سجدے میں جھکاھے اپنی نماز میں مصروف تھاوہ شخص جسے وہ دور سے سراہتی تھی،

وہ سجدے میں سر جھکائے سورۃ رحمٰن کی تلاوت کر رہا تھا۔،

۔شفق سانس روکے ساکت کھڑی تھی

دل کی دھڑکنوں کی آواز اب کانوں میں گونجنے لگی تھی،اور نظریں سامنے کے منظر پر جیسے جم سی گئی تھیں۔

اُس کی آواز میں ایسا سحر تھا۔ کے شفق ہل بھی نہ سکی دل چاہا وقت وہیں ٹھہر جائے،

اور وہ ساری عمر بس یہ آواز سنتی رہے۔

دل کی دھڑکنوں کی آواز اب کانوں میں گونجنے لگی تھی۔ نظریں جم سی گئی تھیں۔ منظر اتنا دل کو چھو لینے والا تھا کہ انسان خود کو بھی بھول جائے۔

ایک مرد... اپنے رب کے حضور جھکا ہوا... اس سے زیادہ خوبصورت منظر اور کیا ہو سکتا تھا۔

جھک کے سجدے میں جو انسان نے سکون پایا،

وہی حقیقت تھی، جسے دل نے ہمیشہ چاہا۔

شَفَق کے قدم رک گئے، جیسے دل اور دماغ کے درمیان کوئی خاموش لڑائی ہو۔ وہ وہاں سے پلٹنا چاہتی تھی، لیکن اس کے لیے پلٹنا مشکل ہو گیا۔

جب شہریار نے نماز ختم کی، اور سامنے دیکھا، تو شَفَق کو وہاں کھڑے پایا۔ "شَفَق، آپ یہاں اکیلی؟"

جی سر... بسمہ سو رہی تھی، اور میں بور ہو رہی تھی، اس لیے باہر آ گئی۔ لیکن جب آئی تو دیکھا کہ سب غائب ہیں، اور پھر آپ کو نماز پڑھتے دیکھا... تو رک گئی۔"

"آئیے، بیٹھیں۔"

"جی۔"

شَفَق ایک بڑے پتھر پر بیٹھ گئی۔

شَہریار نے نرمی سے کہا، "آپ کے کزن کی کال آئی تھی، اِرتضاء کی۔ شاید آپ کا نمبر بند جا رہا تھا؟"

"جی سر، موبائل کی بیٹری ختم ہو گئی ہے، اور چارجر میں ساتھ لانا بھول گئی۔"

شہریار نے جیب سے موبائل نکالا، اس کی اسکرین پر نگاہ ڈالی، مگر سگنل غائب تھے سگنل نہیں ہیں..." وہ مدھم لہجے میں بولا، "جب آئیں گے... تو میں آپ کی بات کروا دوں گا اُن سے۔"

ان دونوں کے درمیان ہلکی پھلکی باتیں ہوتی رہیں تھوڑی دیر خاموشی رہی۔

پھر اچانک شہریار بولا، "شَفَق، ایک بات پوچھوں؟"

"جی، پوچھیں۔"

"پتہ نہیں مجھے پوچھنا چاہیے یا نہیں... لیکن پوچھ لیتا ہوں... کیا کبھی کسی سے محبت ہوئی ہے؟"

شَفَق نے ایک لمحہ لیا اور پھر نہایت معصومیت سے کہا، "ہوئی ہے...اور کرتی بھی ہوں۔"

شَہریار کو لگا جیسے دل پر کوئی بھاری سا بوجھ آ گیا ہو۔ مگر خود کو سنبھالتے ہوئے اس نے دوبارہ پوچھا، "کس سے؟"

"ماما...بابا سے۔"

شَہریار بے ساختہ ہنس پڑا۔ پہلی بار شَفَق نے اُسے یوں ہنستے ہوئے دیکھا۔ اس لمحے وہ کسی شہزادے جیسا لگ رہا تھا

"ائی ایم سوری لیکن ماں باپ سے محبت نہیں ہوتی، وہ تو عقیدت ہوتی ہے۔ محبت وہ ہوتی ہے جو... کسی اجنبی سے ہو جائے۔ کیا کبھی ایسا ہوا؟"

شَفَق نے دھیمی سی گردن جھکائی اور بہت دھیرے سے پوچھا، "کیا آپ کو ہوئی ہے؟"

شیریار نے مسکراتے ہوئے کہا، "ہاں، شاید۔

"سر، ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ جو ہم محسوس کرتے ہیں وہ عقیدت ہے یا محبت؟"

"عقیدت احترام پر مبنی ہوتی ہے، ایک گہرا یقین... اور محبت؟ محبت میں انسان بے اختیار کسی کی طرف کھنچتا چلا جاتا ہے۔ اُس کی ہر بات، ہر خامی، ہر خوبی دل کو اچھی لگتی ہے۔" یہ کہ کر شَہریار نے نظریں جھکا لیں،

"دیدارِ یار بھی کیا عجیب چیز ہے...

محبوب سامنے ہو تو دیکھا بھی نہیں جاتا۔"

سر "ایک اور سوال پوچھوں؟"

"پوچھیں۔"

"اگر ہم کسی کو پسند کرنے لگیں، تو کیا انہیں بتانا چاہیے"

شہریار کچھ دیر خاموش رہا، پھر دھیرے سے کہا،"میرا خیال ہے...بتانا چاہیے۔ کیونکہ کچھ جذبات ایسے ہوتے ہیں جو الفاظ میں نہ ڈھالے جائیں تو دل میں ہی قید ہو جاتے ہیں۔"

Clubb of Quality Content!

،"اور اگر وہ برا مان گئے تو؟"

کچھ لمحوں کے لیے خاموشی چھاگی جیسے ہوا بھی تھم گئی ہوں

"شفق بغیر بتائے کوئی کیسے جانے گا دل کی بات ؟ اگر کوئی ہماری خاموشی کو پڑھ لے، تو اس سے خوبصورت اور کیا ہو سکتا ہے ؟ یہ کہ کر شَہریار نے چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ دل میں کچھ لرز سا گیا تھا۔

کیا واقعی... بنا کہے نہں سمجھا جا سکتا ہے۔ اور کیا واقعی محبت یا عشق کو بتانے کی ضرورت ہوتی ہے" محبت کی خاموشی ایک سحر ہے، لیکن اظہار کے بغیر، یہ سحر کبھی مکمل نہیں ہوتا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

@@@@@

رات کا سکوت... جھیل کے کنارے بیٹھے لوگوں کی دھیمی باتوں سے مدھم ہو رہا تھا۔ آگ کی روشنی ہر چہرے پر سنہری چمک بکھیر رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا میں لکڑی جلنے کی مہک، اور آس پاس کے پہاڑوں سے آتی خاموشی، ماحول کو ایک خاص جادوئی فضا میں لپیٹے ہوئے تھی۔

علی، جو ہمیشہ کی طرح سوالات کا ماہر تھا، اچانک سر صاقب کی طرف مڑا: "سر صاقب، ہم نے سنا ہے کہ یہاں پریاں رہتی ہیں... کیا یہ سچ ہے؟"

سر صاقب، جو اُس وقت شَہریار کی بات بہت دھیان سے سن رہے تھے، ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ علی کی طرف متوجہ ہوئے۔

"مجھے تو نہیں پتا، لیکن مقامی لوگ ضرور ایک کہانی سناتے ہیں... کہ یہاں ایک شہزادے اور ایک پری کی محبت کی داستان شروع ہوئی تھی... اور اُس کا انجام بھی یہیں ہوا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

شَہریار کی نظر اچانک شَفَق پر پڑی، جو خاموشی سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اُس کی آنکھوں میں تجسس تھا...

"سر، کیا واقعی؟" علی نے حیرانی سے پوچھا۔

سرساقب کی جگہ شَہریار نے آہستہ سے کہنا شروع کیا،:" کہتے ہیں مصر کے بادشاہ کا بیٹا تھا، جو خواب میں ایک پری کو دیکھتا تھا جس کا نام تھا بدیع الجمال۔ اور وہ اُسی سے عشق کر بیٹھا تھا۔ خواب بار بار آنے لگتے... اور ایک دن وہ سب کچھ چھوڑ کر نکل کھڑا ہوتا ہے —بس اُس پری کو ڈھونڈنے کے لیے۔ کیونکہ اُسے پتہ چلتا ہے کہ وہ پری جھیل سیف الملوک میں قید ہے۔" شہریار خاموش ہوا تو شَفَق نے بے ساختہ پوچھا،

"اور پھر کیا ہوا؟"

اس بار شَہریار کے بجائے سر صاقب نے بات آگے بڑھائی،

"شہزادہ طویل سفر کرتا ہے،.بہت سی آزمائشوں سے گزرتا ہے۔ کیونکہ پری ایک طاقتور دیو کے قبضے میں ہوتی ہے اور شہزادہ اُس سے لڑ کر پری کو آزاد کراتا ہے۔ "

بسمہ، جو شَفَق کے ساتھ بیٹھی تھی، چونک کر بولی،

"سر، کیا واقعی کوئی کسی سے اتنی محبت کر سکتا ہے؟ کہ اُس کے لیے جان خطرے میں ڈال دے؟"

شَہریار نے آگ کی روشنی میں چمکتے چہروں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا،" محبت کی گہرائی کی کوئی حد نہیں ہوتی، بسمہ۔ اگر دل سچا ہو، تو انسان سب کچھ کر سکتا ہے— قربانیاں، سفر، جنگیں... سب کچھ۔ محبت کمزور نہیں ہوتی، محبت وہ طاقت ہے جو ہر رکاوٹ توڑ سکتی ہے۔"

@@@@@@"

اگلے روز واپسی کا سفر طے شدہ وقت سے تاخیر کا شکار ہو گیا۔ پہاڑوں میں بارش اور ہلکی دھند کی وجہ سے سڑکیں پھسلن کا شکار تھیں، اس لیے قافلہ عصر کے وقت ہی شہر واپس پہنچا۔ بس آہستہ آہستہ سب کو ان کے گھروں کے قریب اتارتی گئی آخر میں صرف شَفَق اور شہریار ہی رہ گئے تھے۔

لیکن جیسے ہی ان کے علاقے میں بس رکی، اچانک بس میں کوئی مسئلہ پیدا ہو گیا۔ ڈرائیور نے سر ہلا کر کہا کہ آگے بس نہیں جا سکتی، یہاں سے آگے پیدل یا کسی اور ذریعے سے جانا پڑے گا۔

"اب میں کیسے جاؤں گی گھر؟" شَفَق پریشانی سے بولی،

"کوئی بات نہیں، میں آپ کو چھوڑ دیتا ہوں۔" شہریار نے مسکرا کر کہا،

لیکن... آپ کیسے جائیں گے پھر؟" شَفَق نے حیرت سے پوچھا۔

"ارے، پریشان نہ ہوں۔ آپ کے گھر سے کوئی بیس، پچیس منٹ کے فاصلے پر میرا گھر ہے۔ ہم یہاں سے ٹیکسی لے لیتے ہیں۔"

"جی سر، جیسے آپ مناسب سمجھیں۔"

کچھ دیر بعد جب ٹیکسی شَفَق کے گھر کے سامنے آ کر رکی، رات کے بادل ابھی بھی فضا میں بوجھل لٹک رہے تھے۔ ہوا میں نمی تھی، اور دور کہیں بجلی چمکنے کی ہلکی سی روشنی نے لمحہ بھر کو سب منظر اُجاگر کر دیا۔

شہریار نے فون نکالا اور اِرتِضاء کو کال ملائی۔ "یار، باہر آنا ذرا... تمہاری کزن کو چھوڑنے آیا ہوں۔"

چند ہی لمحوں میں اِرتِضاء دروازے پر آ گیا

"السلام علیکم، اِرتِضاء بھائی!" شَفَق نے ٹیکسی سے اترتے ہی مسکراتے ہوے سلام کیا،

"وعلیکم السلام!" خیریت؟ اتنی دیر کیسے ہو گئی؟"

"یار، موسم خراب ہو گیا تھا اس لیے، رکنا پڑا۔"

"چلو آؤ اندر، چائے پی کر جانا۔"

"نہیں یار، دیر ہو رہی ہے۔"

بہانے مت بناؤ شہریار اندر آؤ بابا سے بھی مل لینا ار تضاء کے بہت اصرار پر آخر کار شہریار نے حامی بھری۔

"او کے، چلو۔"

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی ڈرائنگ روم کی فضا میں ایک خاموش وقار تھا۔ شاہسوار حیات صاحب صوفے پر بیٹھے، ہاتھ میں کتاب تھامے کسی گہری سوچ میں گم تھے۔ شہریار نے مؤدبانہ لہجے میں سلام کیا۔

"السلام علیکم، انکل!"

شاہسوار صاحب نے چونک کر سر اٹھایا، اور چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"وعلیکم السلام! آؤ بیٹا شہریار، بہت عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہے۔ کیسے ہو؟"

"جی انکل، خیریت ہے۔ بس تعلیم کے سلسلے میں بیرونِ ملک تھا، چند مہینے پہلے ہی واپس آیا ہوں۔"

"اچھا اچھا، اب کیا کرتے ہو؟"

"جی، یونیورسٹی میں پڑھاتا ہوں۔"

بابا یہ ہماری شفق کا پروفیسر بھی ہے۔

کون جس کی شفق دن رات تعریفیں کرتی رہتی ہے۔ شاہسوار نے مسکرا کر پوچھا۔

جی بابا وہی

یا خدا وہ میری تعریفیں کرتی ہے شہریار کے چہرے ہر مسکراہٹ آی

"اتنے میں آمِنہ بیگم چائے کا ٹرے لیے لاونج میں داخل ہوئیں۔

"شکریہ آنٹی!" شہریار نے ادب سے کپ تھامتے ہوئے کہا۔

Clubb of Quality Content!

کمرے میں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔ باہر بارش کے قطروں کی ہلکی ٹپک سنائی دے رہی تھی۔

کچھ دیر بعد شہریار نے کپ میز پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ "انکل، اب اجازت دیں، کافی دیر ہو گئی ہے۔"

شاہسوار صاحب نے نرمی سے کہا، "بیٹا، موسم بہت خراب ہے، کیسے جاؤ گے

انکل، میں ٹیکسی کر لوں گا۔

شہسوار نے شفقت سے مسکراتے ہوئے کہا، "بیٹا، یہ بھی تمہارا ہی گھر ہے۔ آج رات یہی رک جاؤ، آرام کرو۔ صبح موسم بہتر ہو جائے گا تو چلے جانا۔"

"ہاں شہریار، بابا ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ موسم خراب ہے، آج رات رک جاؤ۔"

شہریار نے ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ سر ہلایا،" نہیں یار، رک نہیں سکتا۔ کل یونیورسٹی میں لیکچر ہے۔"

شاہسوار صاحب نے سنجیدگی مگر نرمی سے کہا،" تو پھر کم از کم کھانا کھا کر جانا،

شہریار کے لبوں پر شائستہ مسکراہٹ ابھری۔

" چلے ٹھیک ہے اب جب آپ اتنا اصرار کر رہے ہے تو کھانا کھا کر جاو نگا۔

اور یوں وہ لمحہ، جو محض ایک مختصر ملاقات تھا، ایک ایسے احساس میں ڈھل گیا جس نے آنے والے وقتوں کی کہانیوں کو چُپ چاپ جنم دینا شروع کر دیا۔

@@@@@@@@

آسمان پر ہلکے بادل اب بھی تیر رہے تھے، اور فضا میں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نرم لہروں کی طرح بہہ رہے تھے۔ گھر کے باہر روشنی کے پیلے قمقمے جلنے لگے تھے، جن کی

جھلملاہٹ شیشے کی کھڑکیوں سے اندر آرہی تھی۔ ڈرائنگ روم کے باہر کا منظر پرسکون تھا جیسے ہر شے خاموشی سے اس لمحے کو تھامے کھڑی ہو۔

ڈائننگ ایریا میں سب جمع تھے۔ تب ہی، آہستہ آہستہ چلتی ہوئی شَفَق کچن میں داخل ہوئی۔ "السلام علیکم!"

مگر جواب میں جو آواز آئی، وہ بہت سی تھی—"وعلیکم السلام!"

شَفَق چونکی، اور پیچھے پلٹی۔ دروازے پر جنت خانزادہ کھڑی تھیں، ہلکی نیلی شال اوڑھے، چہرے پر وہی پرانی نرمی اور وقار لیے۔

"ارے جنت پھوپھو!" شَفَق کی آنکھوں میں خوشی کی چمک بھر آئی۔ "آپ کب آئیں؟" وہ لپک کر آگے بڑھی اور ان کے گلے لگ گئی۔

جنت نے پیار سے اُس کی پیٹھ تھپتھپائی۔ "جب تم آرام کر رہی تھیں، تب آئی۔

"پھو پھو، کیسی ہیں آپ؟"

"میں ٹھیک ہوں، بیٹا۔ تم سناؤ، سُنا تھا ٹرپ پر گئی تھیں؟"

"جی پھو پھو!" شَفَق نے جوش سے کہا۔ "اور آپ کو پتہ ہے، میں نے بہت انجوائے کیا۔"

ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ پیچھے سے آمِنہ بیگم کی آواز آئی، "بس کرو اب، کھانا ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ باقی باتیں کھانے کے بعد کرنا!"

"جی ماما!" شَفَق نے مسکرا کر جواب دیا، پھر جنت کا ہاتھ تھاما۔ "چلیں پھو پھو، سب انتظار کر رہے ہیں۔"

ڈائننگ ٹیبل کے گرد سب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے تھے۔ ماحول ہلکا پھلکا اور مانوس سا تھا۔ چمچوں کی آوازوں کے بیچ باتوں کا سلسلہ چل نکلا۔ اِرتِضاء کوئی پرانی یونیورسٹی کی بات سنا رہا تھا، شاہسوار صاحب کے چہرے پر مطمئن سی مسکراہٹ تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اتنے میں شہریار شاہ نے نظریں اُٹھائیں۔ اُس کی نظر جنت پر جا ٹھہری۔ ایک لمحے کو جیسے وقت تھم سا گیا۔ چہرے پر حیرت کی لہر دوڑی، پھر وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔

"السلام علیکم انٹی! آپ؟ کیسی ہے آپ؟"

جنت نے چونک کر شہریار کو دیکھا، چند لمحے چپ رہیں، پھر چہرے پر پہچان کی چمک اتر آئی۔

"وعلیکم السلام بیٹا، میں ٹھیک ہوں۔ تم کیسے ہو؟ اور یہاں کیسے آنا ہوا؟" جنت کی آواز میں حیرت بھی تھی، پیار بھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ابھی شہریار کچھ کہنے ہی والا تھا کہ شَفَق اور اِرتضاء دونوں بیک وقت بول اٹھے، "آپ دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہیں؟"

جنت ہنس دیں، جیسے کسی یاد نے دل کے بوجھ کو ہلکا کر دیا ہو۔ "ہاں، جانتے ہیں۔ کیوں اتنا حیران ہو رہے ہو تم دونوں؟ جب شہریار لندن میں تھا، تو اس نے زہیب کی جان بچائی تھی۔ اُس دن کے بعد سے تو اس کے ہمارے اوپر احسان ہیں۔" جنت کے لہجے

یں مان تھا۔ "زہیب کی وفات کے بعد، شہریار نے مجھے کبھی یہ احساس نہیں ہونے دیا کہ میرے پاس بیٹا نہیں رہا۔"

،"انٹی،ایسی باتیں کر کے آپ مجھے شرمندہ کر رہی ہے۔

"یہ بتائیں، گھر میں سب کیسے ہیں؟ آپ کے والدین؟اور..."" اور آپ کی چھوٹی بہن... کیا نام تھا اُس کا؟"

یہ نام سن کر الفاظ جیسے کہیں رک گئے۔ شہریار کی پلکیں جھک گئیں۔ سانس جیسے سینے میں ہی تھم گئی۔

کمرے میں ایک پل کو مکمل خاموشی چھا گئی۔ بارش کی بوندیں اب زیادہ زور سے گرنے لگی تھیں۔ ہوا کھڑکی سے ٹکرا کر اندر کی روشنی کو لرزا رہی تھی۔

" مہجبین نام تھا، پھو پھو۔ "اِرتضاء نے فوراًبات سنبھالتے ہوئے کہا،

شہریار کے چہرے کا رنگ یک دم بدل گیا۔ آنکھوں میں ایک نمی سی اُتر آئی، جیسے کوئی پرانی یاد پھر سے دل کے دروازے پر آ کر دستک دے رہی ہو۔ وہ آہستہ سے بولا، "کچھ عرصہ پہلے... ایک حادثے میں اُس کا انتقال ہو گیا تھا، انٹی۔"

کمرے میں ایک پل کو مکمل سناٹا چھا گیا۔ جنت کے لب تھر تھرائے، آنکھوں میں دکھ کی لہر اُبھر آئی۔

"اوہ..." اُن کی آواز مدھم پڑ گئی۔ "مجھے معلوم نہیں تھا... اللہ اُس کی مغفرت فرمائے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آمنہ بیگم نے چپ چاپ سر جھکا لیا۔ شاہسوار صاحب کی نظریں میز پر جمی رہیں۔

شَفَق نے بے اختیار شہریار کی طرف دیکھا—اُس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی خالی پن کی چمک تھی، جیسے کسی نے اندر کی ساری روشنی سمیٹ لی ہو۔

جنت نے آہستہ سے کہا، "بہت دکھ ہوا سن کر، بیٹا۔ اللہ تم سب کو صبر عطا فرمائے۔"

شہریار نے ہلکے سے سر ہلایا۔ چند لمحوں تک صرف کٹلری کی ہلکی کھنک سنائی دیتی رہی۔ پھر اُس نے خود کو سنبھالتے ہوئے مسکرا کر بات بدل دی۔

"ویسے انٹی، آپ کتنے دن کے لیے آئی ہیں؟ اگر پہلے بتا دیتیں تو میں ایئر پورٹ لینے آ جاتا۔"

"بس بیٹا، ایک ضروری کام کے لیے آئی ہوں۔ کچھ دن رکوں گی، پھر واپس جانا ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"تو پھر آپ ہمارے گھر بھی آئیے گاناں۔ ماما اور بابا آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوں گے۔"

جنت نے مسکرا کر اُس کی طرف دیکھا—"کیوں نہیں بیٹا، ان شاء اللہ ضرور آؤں گی۔ وقت ملا تو خود تمہارے والدین سے ملنے جاؤں گی۔"

باہر بارش تھم چکی تھی، مگر فضا میں اب بھی ایک نمی سی باقی تھی۔

۔

“@@@@@

بارش تھم چکی تھی۔ لان کی گھاس اب بھی بھیگی تھی، اور فضا میں مٹی کی خوشبو رچی بسی تھی۔

کھانے کے بعد شفق اور ارتضا اپنے کمروں کی طرف جا چکے تھے، اور شہریار اپنے گھر.

مگر جنت، شاھسوار اور آمنہ بیگم لان میں آ گئے۔ رات کے سناٹے میں بارش کے قطروں

کا ہلکا سا نشان اب بھی پودوں پر جھلک رہا تھا۔

تینوں افراد لان میں لکڑی کی بینچ پر بیٹھے چائے پینے میں مصروف تھے،

بھائی جان، بھابھی... مجھے آپ دونوں سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" جنت جی آواز

ھر شاہسوار نے چونک کر اس کی طرف دیکھا، "ہاں، جنت۔ خیریت تو ہے؟"

جنت نے ہلکے سے مسکرانے کی کوشش کی، پھر آہستہ سے بولی، "بھائی، میں یہاں اِرتِضاء کی خواہش پر آئی ہوں۔ اُس نے آپ دونوں سے اپنی خواہش کا ذکر کیا تھا نا؟ وہ چاہتا ہے کہ میں آپ سے رسمی طور پر شَفَق کے رشتے کی بات کروں۔"

آمنہ بیگم نے ایک نظر شاہسوار کی طرف دیکھا، پھر جنت کی طرف متوجہ ہوئیں، "ارے، اِرتِضاء تو ہمارے گھر کا بچہ ہمیں اُس پر کوئی اعتراض نہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شاہسوار نے بھی ہامی بھری، "ہاں، وہ بچپن سے ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن جنت، ہم نے ابھی شَفَق سے اس بارے میں بات نہیں کی۔ اُس کی رائے بھی ضروری ہے۔"

،"بھائی، جب آپ دونوں کو کوئی اعتراض نہیں، تو مجھے یقین ہے شَفَق کو بھی نہیں ہو گا۔ لیکن پھر بھی اس کی رائے جاننا ضروری ہے۔ میں کل ہی شفق سے بات کرونگی۔

لان میں ایک خاموش سا سکون پھیل گیا۔ بارش کے بعد کی ٹھنڈی ہوا، چائے کی خوشبو اور ایک آنے والے فیصلے کی امید سب کے دلوں کو ایک ان کہی سی راحت دے رہی تھی۔

@@@@

اگلے روز موسم خاصا خوشگوار تھا۔ سردیوں کی آمد نے ہوا میں ٹھنڈک بھر دی تھی۔ صبح کے وقت ہلکی دھوپ کے ساتھ سردی کی خنکی وجود کو چھو رہی تھی۔

شفق جیسے ہی یونیورسٹی کے لائن میں داخل ہوئی اس کی نظر لان کے اس پار سے آتے شہریار پر پڑی — ہمیشہ کی طرح سادہ مگر پروقار انداز میں، ہاتھ میں فائل اور چہرے پر وہی پُرسکون مسکراہٹ۔

"السلام علیکم، سر۔"

"وعلیکم السلام، شَفَق۔"" مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی، اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو... دو منٹ بیٹھ سکتے ہیں؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شَفَق کے چہرے پر حیرت کے آثار ابھرے۔ لیکن اس نے اپنی حیرت چھپاتے ہوئے جلدی سے کہا"جی سر، کیوں نہیں... آپ بولیے، میں سن رہی ہوں۔"

"اگر آپ برا نہ مانیں تو یہاں قریب ہی ایک ریسٹورنٹ ہے، ویسے بھی ابھی کلاس شروع ہونے میں وقت ہے۔ کیا وہاں بیٹھ کر بات کی جا سکتی ہے؟"

جیسا آپ مناسب سمجھیں، سر۔"شَفَق نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا، مگر دل کے اندر عجیب سا اضطراب جاگا۔

"

ریسٹورنٹ زیادہ دور نہیں تھا۔ دونوں خاموش قدموں سے چلتے ہوئے وہاں پہنچے۔ راستے میں درختوں سے چھن کر آتی دھوپ ان کے چہروں پر پڑتی، اور زمین پر چلتے سائے کبھی ساتھ ہوتے، کبھی الگ۔

ریسٹورنٹ کے اندر نیم اندھیر اسا ماحول تھا، دیواروں پر لکڑی کے شیلف، ہلکی موسیقی، اور کافی کی خوشبو فضا میں گھلتی جا رہی تھی۔ وہ دونوں ایک کونے میں بیٹھ گئے، جہاں باہر کا منظر کھڑکی سے صاف دکھائی دیتا تھا۔

"آپ کچھ لیں گی؟" شہریار نے نرمی سے پوچھا۔

کچھ نہیں شفق کے منع کرنے کے باوجود بھی شہریار نے ویٹر کو دو کافی لانے کا کہا"، اور پھر چند لمحوں کی خاموشی نے دونوں کے بیچ ایک عجیب سا وقفہ کھینچ دیا۔

دس منٹ بعد ویٹر کافی کے دو کپ لے کر ان کے سامنے رکھ کر چلا گیا ہوا کھڑکی کے شیشے سے ٹکرا کر ان کے چہروں کو چھو رہی تھی۔ شَفَق کا دل کسی انجانے اندیشے سے بھر گیا تھا۔ وہ کچھ کہنا چاہتی تھی، مگر زبان جیسے بند ہو گئی تھی۔ کچھ لمحے بعد آخر کار اس نے ہمت کر کے کہا، "جی سر... آپ کو مجھ سے کیا بات کرنی تھی؟"

شہریار نے نظریں اس کے چہرے پر جمائیں۔ چند لمحے گزر گئے، پھر اس نے گہرا سانس لیا۔ "شَفَق، میں سیدھی بات کرنے والا آدمی ہوں، گھما پھرا کر باتیں کرنا مجھے نہیں آتیں۔"

شَفَق کے ہاتھوں نے مگ کے کنارے کو مضبوطی سے تھام لیا۔

"میں نہیں جانتا تمہارا ردِ عمل کیا ہو گا... شاید تم حیران ہو، ناراض ہو، یا بالکل خاموش رہو۔" شہریار نے ایک لمحے کو توقف کیا، پھر دھیرے لیکن صاف لہجے میں بولا،

"شَفَق، میں تمہیں پسند کرتا ہوں... اور تمہارے گھر رشتہ بھیجنا چاہتا ہوں۔"

الفاظ فضا میں تھم گئے۔ شَفَق کے کانوں میں جیسے ایک لمحے کو سب آوازیں دب گئیں— موسیقی، لوگوں کی باتیں، برتنوں کی کھنک... سب۔ اس کی نظریں کافی کے کپ پر جم گئیں۔ دل کی دھڑکن جیسے ایک پل کو رک گئی ہو۔

کیا کوئی اتنی آسانی سے اپنے دل کی بات یوں کہہ سکتا ہے؟

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شہریار کی آواز پھر سنائی دی، "میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں، شَفَق۔"

شَفَق نے نظریں اٹھائے بغیر آہستہ سے کہا، "سر... مجھے لگتا ہے، ہمیں اب چلنا چاہیے... کلاس کا وقت ہو رہا ہے۔"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے قدموں کی چاپ ریسٹورنٹ کی خاموشی میں گونجنے لگی۔

شہریار نے ایک لمحہ اس کی پشت کو دیکھا— پھر خاموشی سے فائل سنبھالی اور اس کے پیچھے چل پڑا۔

باہر دھوپ ذرا تیز ہو چکی تھی۔ درختوں کے سائے لمبے ہو رہے تھے، اور ہوا میں سردی کی شدت بڑھ گئی تھی۔

مگر ان دونوں کے درمیان ایک ایسی خاموشی پھیل گئی تھی، جسے شاید وقت بھی توڑ نہ سکے۔

Clubb of Quality Content

@@@@@@

کلاس روم کا ماحول ہلکا سا سنجیدہ تھا۔ پروجیکٹر آن ہو چکا تھا اور لائٹس مدھم کر دی گئی تھیں۔ تمام سٹوڈنٹس اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے تھے،

نیکسٹ مس شفق حیات,"شیریار شاہ کی گہری مگر پرسکون آواز کمرے میں گونجی۔

شَفَق نے ہلکے سے سر ہلایا اور اپنے نوٹس ہاتھ میں لیتے ہوئے سامنے جا کھڑی ہوئی۔ اُس نے ایک لمحہ کے لیے گہرا سانس لیا، پھر لیپ ٹاپ پر اپنی سلائیڈز اوپن کیں۔ کلاس کی نظریں اب اُس پر مرکوز تھیں۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content

AOA everyone. I hope you all are doing well. Let me introduce myself I'm shafaq hayat and today I'm hear to present The Power of Language in Media."

کچھ طلباء نے سر ہلایا، کچھ نے نوٹس نکالے۔

"زبان صرف بات کرنے کا ذریعہ نہیں، بلکہ ایک ہتھیار بھی ہے۔ میڈیا میں الفاظ کا استعمال کسی بھی واقعے کو عوام کے ذہن میں ایک خاص رنگ میں پیش کر سکتا ہے۔" شفق کی آواز پر اعتماد تھی، مگر لہجے میں نرمی تھی۔ اُس کے انداز میں کوئی بناوٹ نہ تھی۔ وہ بولتی جا رہی تھی اور شیریار شاہ اپنی نشست سے اُسے بغور دیکھ رہا تھا۔

شَفَق اپنی پریزنٹیشن جاری رکھے ہوئے تھی، لیکن اچانک اُس کی نظریں ایک مخصوص سلائیڈ پر جا ٹھہریں۔ اُس سلائیڈ پر وہ مثال تھی جس میں میڈیا کے زبان کے استعمال پر بحث تھی—اور اُس میں ایک لائن ایسی تھی جو انجانے میں اُسے شہریار کی باتوں کی یاد دلا گئی:

میں تمہیں پسند کرتا ہوں... اور تمہارے گھر رشتہ بھیجنا چاہتا ہوں۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اشفق کے ہاتھ ہلکے سے کانپے اور اگلا جملہ زبان پر آتے آتے رک گیا۔ اُس نے ایک پل کے لیے آنکھیں جھپکیں، سب کی نگاہیں اُس پر تھیں، لیکن اُس کے ذہن میں صرف وہ ایک بات گونج رہی تھی...

شہریار شاہ جو سامنے ڈیسک کے پیچھے کھڑے تھے، اُنہیں فوراً اندازہ ہو گیا کہ کچھ تو غلط ہے۔

“Miss Shafaq… are you okay?”

شَفَق نے چونک کر شہریار کی طرف دیکھا۔ اُس کا دل اور تیز دھڑکنے لگا، اور آواز جیسے حلق میں اٹک گئی ہو۔

“Sir can I continue this… later? Just for a few minutes?

”اُس نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

شیریار نے اُس کے چہرے کو غور سے دیکھا، پھر دھیرے سے سر ہلایا۔

"Of course. Take your time. You may sit."

شَفَق نے جلدی سے لیپ ٹاپ بند کیا اور واپس اپنی سیٹ کی طرف آئی۔ بسمہ نے اُس کے یخ ہاتھ پر ہاتھ رکھا اور آہستہ سے کہا،

"Hey… it's okay. You were doing great."

شَفَق نے صرف سر ہلایا۔ لیکن دل کے اندر ایک عجب سا طوفان چل رہا تھا… اور اُسے یہ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ پریشان اپنی پریزنٹیشن سے تھی یا کسی اور کی موجودگی نے اُسے بے چین کر دیا تھا۔

@@@@@@

یونیورسٹی کا ماحول حسبِ معمول رواں دواں تھا۔ صبح کی کلاسز ختم ہو چکی تھیں اور طلبہ گروپوں کی شکل میں لان میں بیٹھے باتوں میں مصروف تھے۔

شَفَق حیات اور بسمہ کیفٹیریا میں ایک بینچ پر بیٹھی تھیں۔ دونوں کے ہاتھ میں چائے کے کپ تھے، مگر شَفَق کی نظریں خالی خلا میں گم تھیں۔

بِسمہ نے اُسے غور سے دیکھا، پھر چائے کا کپ میز پر رکھتے ہوئے بولی، "کیا بات ہے شَفَق؟ آج کچھ بدلی بدلی سی لگ رہی ہو۔

شَفَق چونکی، پھر زبردستی مسکرائی، "ایسا کچھ نہیں... بس نیند پوری نہیں ہوئی۔"

"شَفَق، میں تمہاری بچپن کی دوست ہوں، یہ بہانے مجھ پر نہیں چلتے۔ کچھ ہوا ہے، ضرور۔ بتاؤ کیا بات ہے؟"

شَفَق نے کچھ لمحے خاموش رہ کر آہستہ آواز میں کہا، "صبح شہریار سر نے مجھ سے بات کی تھی۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

،" کیا؟ کیا بات کی؟بِسمہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں

شَفَق نے ایک لمبا سانس لیا، پھر دھیرے سے بولی، تم صحیح کہتی تھی بسمہ،وہ مجھے پسند کرتے ہیں۔

چند لمحے کو بِسمہ جیسے بولنا بھول گئی۔ " کیا؟

انہوں نے کہا کہ وہ باقاعدہ رشتہ بھیجنا چاہتے ہیں۔

بِسمہ نے شَفَق کا ہاتھ تھاما،" پھر؟تم نے کیا کہا؟"

شَفَق نے نظریں جھکا لیں،"میں کچھ کہہ نہیں سکی... بس بہانہ بنا کے اٹھ آئی۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا،

"اچھا... اور تمہارے دل میں کیا ہے؟"بِسمہ نے دھیرے سے پوچھا۔

پتا نہیں۔ وہ اچھے انسان ہیں، سچے لگتے ہیں... میں اُن کی طرف مائل ہو جاتی ہوں، پتا نہیں کیوں، لیکن اُن کی باتیں میرے دل پر اثر کرتی ہیں۔ لیکن میں ایسا ویسا کچھ نہیں

سوچتی کیونکہ میں ایک اسٹوڈنٹ ہوں، اور وہ میرے ٹیچر ہیں اور اِرتِضاء بھائی کے دوست بھی۔ تم سمجھ رہی ہو ناں؟"

بِسمہ نے شَفَق کے کندھے پر ہاتھ رکھا، "ہاں، سمجھ رہی ہوں۔ لیکن زندگی میں کچھ رشتے ایسے ہوتے ہیں جو مقام سے نہیں، نیت سے بنتے ہیں۔ اگر وہ تمہیں عزت سے اپنانا چاہتے ہیں، تو اس میں برا کیا ہے؟"

اتنے میں شفق کے موبائل پر اِرتِضاء کی کال آئی۔ "لگتا ہے اِرتِضاء بھائی مجھے لینے آ گئے ہیں... بعد میں بات ہوتی ہے، بائے!" شَفَق نے فون اٹھایا، بیگ کندھے پر ڈالا اور تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گئی۔

@@@@@

شام کے وقت لاؤنج میں ہلکی سی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ شہریار شاہ کچھ دیر سے چپ چاپ بیٹھا اُس کے چہرے پر ہلکی الجھن اور سنجیدگی واضح تھی۔

کچن سے چائے کی خوشبو آرہی تھی،اور ساتھ ہی ساتھ مسرت بیگم جائے نماز پر بیٹھی،دعا میں مصروف تھیں۔ پرویز شاہ ایک کونے میں صوفے پر بیٹھے، کتاب پڑھ رہے تھے۔

شہریار نے ایک لمحے کے لیے خود کو سنبھالا، گہرا سانس لیا،اور پھر دھیرے سے کہا،"بابا، مجھے آپ دونوں سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

مسرت بیگم نے دعا ختم کی، آنکھیں کھولیں،پرویز شاہ نے دلچسپی سے کتاب بند کی اور بولے،"ہاں بیٹا، بولو، کیا بات ہے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

شہریار نے چند لمحے چپ رہ کر نظریں جھکالیں، پھر آہستہ آواز میں بولا،"بابا... مجھے ایک لڑکی پسند ہے،اور میں چاہتا ہوں کہ آپ دونوں اس کے گھر میرا رشتہ لے کر جائیں۔"

کمرے میں ایک لمحے کو خاموشی چھا گئی۔ پرویز شاہ نے ہلکا سا ابرو چڑھایا اور حیرت سے پوچھا،"کون لڑکی؟ کہاں کی ہے؟ تمہاری ماں تو تمہاری کزن فاطمہ سے تمہاری شادی کی بات کرنا چاہتی تھی۔"

مسرت بیگم نے فوراً پرویز شاہ کی طرف دیکھا اور نرمی سے کہا، "نہیں پرویز، اگر ہمارے بیٹے کو کوئی پسند ہے تو ہمیں اس کی خوشی کا خیال رکھنا چاہیے۔"

شہریار نے دھیرے سے سر جھکایا اور کہا،

"اُس کا نام شَفَق حیات ہے۔ وہ میری اسٹوڈنٹ ہے... وہ بہت معقول اور عزت دار لڑکی ہے۔ آپ ارتضاء کو جانتے ہیں نا بابا اُس کے کزن ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ دونوں جلد از جلد اُس کے گھر رشتہ لے کر جائیں۔"

پرویز شاہ نے سنجیدگی سے شہریار کی بات سنی، پھر کچھ سوچتے ہوئے بولے،

"ٹھیک ہے... لیکن کل تو ہمیں لاہور جانا ہے، تمہارے تایا کی عیادت کے لیے۔ اُن کی طبیعت کافی خراب ہے۔ جیسے ہی واپس آئیں گے، ہم چلے جائیں گے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شہریار کے چہرے پر ایک ہلکی سی مسکراہٹ آئی، اُس نے نرم لہجے میں کہا، "ٹھیک ہے بابا... جیسا آپ مناسب سمجھیں۔" یہ کہہ کر وہ خاموشی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ دل میں ایک عجیب سا سکون اور اُمید لیے۔

جیسے ہی شہریار اپنے کمرے میں آیا، دل کی دھڑکن ذرا تیز تھی۔ اس نے اپنا فون اٹھایا اور فوراً ایک میسج لکھا:

"شفق کیا سوچا آپ نے؟"

دوسری طرف شفق کے دل کی دھڑکن یکدم تیز ہو گئی۔ فون کی اسکرین پر شہریار کا نام دیکھ کر اُس کے چہرے پر ایک ہلکی سی گھبراہٹ آئی۔ اُس نے کچھ لمحے سوچ کر جواب ٹائپ کیا:

"کس بارے میں؟"

شہریار کے ہونٹوں پر بے ساختہ مسکراہٹ آگئی۔ وہ جانتا تھا کہ شفق جان بوجھ کر بات گھما رہی ہے۔ "تو محترمہ آپ بھول گئیں کہ میں نے آج آپ کو پروپوز کیا تھا؟ اچھا، تو بتائیں... کیا سوچا؟"

"کچھ نہیں..." شفق نے فوراً مختصر سا جواب دیا:

"تو پھر کب سوچیں گی آپ؟"

چند لمحے بعد، شفق کا جواب آیا: "مجھے تھوڑا سا وقت چاہیے... کیا آپ دے سکتے ہیں سوچنے کے لیے تھوڑا وقت؟"

شہریار نے فوراً ٹائپ کرنا شروع کیا۔ "ہاں کیوں نہیں... میں تو مرتے دم تک انتظار کر سکتا ہوں، محترمہ۔

جب دل آپ کا ہو چکا ہے، تو وقت دینے سے کیسا انکار؟ آپ چند لمحے مانگ رہی ہیں... اور میں تو صدیوں کا انتظار کر سکتا ہوں۔"

اور شاید... صدیوں کا انتظار واقعی ان کے عشق کی تقدیر میں لکھ دیا گیا تھا۔

ایک بات کہوں؟ برا مت منائیے گا؟"

جی؟"

"پتا ہے، مجھے آپ کا جواب نہیں... آپ کی خاموشی زیادہ پریشان کرتی ہے۔ خاموشی میں جو سوال ہوتے ہیں، وہ الفاظ سے زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔"

شفق کا دل جیسے کچھ لمحوں کے لیے رُک سا گیا "اچھا سر... مجھے نیند آ رہی ہے،

شہریار نے فون کو دیکھا، اور مسکرا دیا، اور دھیرے سے دوبارہ ٹائپ کیا: "سچ بتاے... نیند آ رہی ہے یا مجھ سے بات نہیں کرنا چاہتیں؟"

فون کی اسکرین پر خاموشی چھا گئی۔ شفق نے فون تھامے رکھا، دل ابھی تک دھڑک رہا تھا۔ وہ چند لمحے خاموش رہی، پھر آہستہ آہستہ ٹائپ کیا: "سچ میں نیند آ رہی ہے...

اور ویسے بھی، ابھی سوچنے کے لیے وقت چاہیے۔"

شہریار نے آخری بار فون کو دیکھا، مسکرا کر ایک ہی جملہ بھیجا: اچھا، اپنا خیال رکھے گا۔

شفق کی مسکراہٹ لبوں پر آ گئی۔ "گڈ نائٹ... آپ بھی اپنا خیال رکھیے گا۔

@@@@@@@

شام کے وقت سب لوگ لانج میں بیٹھے باتوں میں مگن تھے کہ اچانک جنت نے آمنہ

سے پوچھا، "بھابھی، آپ نے شفق سے بات کی؟"

آمنہ نے ہلکا سا مسکرا کر کہا، "ابھی کرنے ہی والی ہوں، جنت۔" یہ کہہ کر وہ آہستہ سے

شفق کے کمرے کی طرف بڑھ گئیں۔

دروازہ کھولا تو شفق کتابوں میں مگن نظر آئی۔ "شفق!" آمنہ بیگم نے نرم لہجے میں

پکارا۔

"جی ماما؟" شفق نے چونک کر سر اٹھایا،

"بیٹا، مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

آپ مجھے بلا لیتی ماما۔

آمنہ بیگم نے چند لمحے خاموش رہ کر کچھ سوچا، پھر آہستگی سے بولیں، "شفق، تمہارے بابا اور میں تمہاری شادی کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔"

"شادی؟ لیکن ماما... ابھی تو میری پڑھائی بھی مکمل نہیں ہوئی، مجھے کیریئر بنانا ہے۔ ابھی ایسی باتیں...؟"

Clubb of Quality Content

بیٹا ہم جانتے ہیں لیکن تمہارے بابا چاہتے ہیں کہ وہ جلد از جلد تمہارے فرض سے فارغ ہو جا کیونکہ زندگی اور موت کا کچھ پتہ نہیں چلتا میں اور تمہارے بابا آج ہے کل نہیں ہوں گے"

شفق فوراً بولی، "ماما، پلیز... ایسی باتیں مت کریں۔ بابا بالکل ٹھیک رہیں گے، ان شاء اللہ۔ اور ویسے بھی... ابھی شادی"

آمنہ نے آہ بھری، "بیٹا، تم ارتضاء کے بارے میں کیا سوچتی ہو؟"

"ارتضاء بھائی؟" شفق حیرت سے بولی، "وہ تو ہمیشہ سے میرے لیے بھائی جیسے رہے ہیں۔"

"لیکن بیٹا، ارتضاء نے خود ہم سے تمہارے لیے بات کی ہے۔ وہ تم سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اور تمہاری پھپھو بھی اسی سلسلے میں ہم سے ملنے آئی ہیں مجھے اور تمہارے بابا کو اس رشتے پر کوئی اعتراض نہیں، بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ تم سنجیدگی سے سوچو۔"

شفق کچھ دیر خاموش رہی، پھر مدھم آواز میں بولی، "ماما، میں نے تو کبھی اس زاویے سے نہیں سوچا..."

"ہم تم پر زور نہیں ڈال رہے، بیٹا۔ لیکن ارتضاء ایک اچھا انسان ہے۔ تم سے محبت کرتا ہے، عزت دیتا ہے۔ جتنا وقت لینا چاہو، لے لو۔ لیکن اس بارے میں سوچنا ضرور۔"

یہ کہتے ہوئے آمنہ بیگم نے نرمی سے شفق کے سر پر ہاتھ پھیرا اور کمرے سے باہر چلی گئیں۔

شفق کمرے میں اکیلی رہ گئی۔ خاموشی گہری ہوتی جا رہی تھی۔ دل عجیب سی بے چینی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس نے آہستہ سے کتاب بند کی اور بستر پر لیٹ گئی۔ نگاہیں چھت پر جمی تھیں۔

"ارتضاء بھائی؟" اس نے دھیرے سے خود سے کہا۔ "یہ... کیسے ممکن ہے؟"

وہ جانتی تھی ارتضاء ہمیشہ اس کا خیال رکھتے ہیں، ہر دکھ سکھ میں ساتھ ہوتے ہیں۔ لیکن شفق نے کبھی ان کو اس نظر سے نہیں دیکھا تھا۔ وہ ہمیشہ بڑے بھائی کی طرح لگتے تھے، جیسے کوئی سایہ، جو ہر وقت اس کی حفاظت کے لیے موجود ہو۔

"کیا واقعی وہ مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟" یہ سوال بار بار اس کے دل میں گونج رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اسی کشمکش میں اس کا فون بجا۔ اس نے فون دیکھا، تو اسکرین پر شہریار کا نام جگمگا رہا تھا۔

نام دیکھتے ہی شفق کا دل زور سے دھڑکا۔

وہ جانتی تھی، شہریار اسے پسند کرتا ہے۔ بلکہ کچھ عرصہ پہلے وہ شفق کو پروپوز بھی کر چکا تھا۔ تب شفق نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ وہ الجھی ہوئی تھی، ذہن غیر واضح، دل بے چین۔ شادی کا خیال تب بھی اُس کے لیے بہت جلدی کا تھا۔ وہ اپنے خواب، اپنے کیریئر پر دھیان دینا چاہتی تھی۔

اب شفق کے سامنے دو راستے تھے—ایک طرف شہریار کی وہ محبت، جو دل کو چھو چکی تھی، اور دوسری طرف ارتضاء کا رشتہ، جسے والدین نے اپنا فیصلہ سمجھ لیا تھا۔

اس نے فون ایک طرف رکھ دیا۔ ابھی وہ کسی کو بھی جواب دینے کے لیے تیار نہیں تھی۔ اُسے سب سے پہلے خود سے بات کرنی تھی۔ خود کو سمجھنا تھا۔ اپنے دل کی آواز سننی تھی۔

@@@@@@

دو دن سے شَفَق مسلسل سوچ میں تھی۔ شہسوار اور آمنہ کی امیدیں، اور ارتضاء کا رشتہ— سب اُس کے ذہن میں گونج رہے تھے۔ وہ جانتی تھی کہ یہ رشتہ سب کے لیے خوشی کی بات ہے، مگر اُس کے دل پر جیسے ایک بھاری سا بوجھ تھا۔ جتنا وہ اس رشتے کے بارے میں سوچتی، اُتنا ہی شہریار کا چہرہ اُس کے سامنے آجاتا۔ اُس کی باتیں، اُس کی نگاہیں، اُس کا نرم لہجہ— سب یاد آنے لگتا۔ چاہنے نہ چاہنے کے باوجود، وہ اپنے دل اور دماغ سے شہریار کو الگ نہیں کر پا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

رات دیر تک وہ کروٹیں بدلتی رہتی۔ دل اور دماغ کی لڑائی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی۔

صبح ابھی پوری طرح جاگی نہ تھی۔ آسمان پر ہلکی سی سرمئی روشنی پھیلی ہوئی تھی، اور فضا میں رات کی خنکی باقی تھی۔

شَفَق نے اپنے کمرے کی کھڑکی کھولی، ٹھنڈی ہوا اندر آئی اور اُس کے بالوں کو چھو کر گزری۔ دل میں ایک عجیب سا بوجھ تھا—وہ رات بھر سو نہ سکی تھی۔

آخر کار اُس نے موبائل اٹھایا، انگلیاں کانپتی ہوئیں اسکرین پر رکی رہیں، پھر ہمت کر کے لکھا: "کیا ہم مل سکتے ہیں؟"

چند لمحے بعد اسکرین پر شہریار کا جواب آیا: "ہاں، کیوں نہیں؟ بتاؤ کہاں ملنا ہے؟"

شَفَق کے ہاتھوں میں ہلکی لرزش تھی۔ اُس نے دوبارہ لکھا: "مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔"

"ٹھیک ہے، یونیورسٹی کے ساتھ جو ریسٹورنٹ ہے، وہاں 11 بجے ملتے ہیں۔" جواب فورا آیا

یونیورسٹی میں شہریار کا ایک لیکچر ابھی ختم ہوا ہی تھا۔ وہ خاموشی سے اپنی فائلز بند کر کے ریسٹورنٹ کی طرف بڑھا۔

Clubb of Quality Content

راستے میں سرد ہوا کے جھونکوں نے اس کے چہرے کو چھوا، مگر اس کے اندر عجیب سا سکوت تھا—جیسے وہ کسی ایسے لمحے کی طرف جا رہا ہو جس کا انجام وہ خود بھی نہیں جانتا۔

ریسٹورنٹ کے اندر ہلکی موسیقی چل رہی تھی۔ کھڑکیوں سے دھوپ چھن کر میزوں پر پڑ رہی تھی۔

ایک کونے میں، شَفَق بیٹھی تھی۔ اُس کے چہرے پر ہلکی سی تھکن، اور آنکھوں میں نیند اور بے چینی کی ایک نمی تھی۔

شہریار آہستہ سے آ کر اُس کے سامنے بیٹھ گیا۔ "کیسی ہو؟ تم ٹھیک ہو؟" اُس نے نرمی سے پوچھا۔

شَفَق نے ہلکی سی مسکراہٹ دی، نظریں جھکا کر بولی، "جی سر، ٹھیک ہوں... آپ کیسے ہیں؟"

شہریار نے غور سے اُس کا چہرہ دیکھا۔ "تم پریشان لگ رہی ہو... کیا سب ٹھیک ہے؟"

شَفَق نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں الجھالیں، جیسے لفظوں کو چننے میں مشکل پیش آ رہی ہو۔

ایک گہرا سانس لیا، پھر آہستہ سے کہا، "بابا میری شادی کرانا چاہتے ہیں..."

کس سے؟ شہریار کے لبوں سے بے اختیار نکلا

، شفق کی آواز جیسے کسی کھائی سے آ رہی تھی— دھیمی، لرزتی ہوئی۔ "ارتضا بھائی سے... ماما بابا کہتے ہیں کہ ارتضاء بھائی میرے لیے پرفیکٹ میچ ہیں۔ بچپن سے جانتے ہیں، خیال رکھتے ہیں..."

ریسٹورنٹ کی فضا جیسے لمحہ بھر کو بھاری ہو گئی۔ شہریار نے نظریں نیچے جھکا لیں، جیسے زمین سے کوئی جواب ڈھونڈ رہا ہو۔

انگلیاں میز پر ٹھہری رہیں۔ کچھ لمحے خاموشی میں گزر گئے۔ پھر اُس نے دھیرے سے کہا تم کیا چاہتی ہو، شَفَق؟"

Clubb of Quality Content

شَفَق نے کانپتے لبوں کے ساتھ نظریں اٹھائیں، ”میں... صرف آپ کو چاہتی ہوں۔“

یہ جملہ فضا میں پھیل گیا۔ دونوں کے درمیان کا فاصلہ جیسے ایک پل کو ختم ہو گیا۔

”میری بات سنو، شَفَق... تم ٹینشن مت لو۔ میں آج ہی امی بابا سے بات کروں گا— کہ وہ جلد از جلد تمہارے گھر آئیں۔“

شَفَق کے آنسو پلکوں سے پھسلنے ہی والے تھے۔ اُس نے نظریں جھکا لیں۔

ریسٹورنٹ کی کھڑکی کے باہر دھوپ پوری طرح نکل آئی تھی— مگر دونوں کے درمیان جیسے شام اتر آئی ہو۔

شہریار شاہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا مسرت بیگم کو آواز لگائی امی امی کہاں ہیں آپ

مسرت بیگم کچن سے فورا نکلی ہاں بچے کیا ہوا۔

Clubb of Quality Content

آپ لوگ کب شفق کے گھر جائیں گے؟ بابا نے کہا تھا کہ جیسے ہی آپ لاہور سے آئیں گے، آپ لوگ جائیں گے، لیکن آج تو تیسرا دن ہے کہ آپ آئے ہیں۔ اگر آپ نہیں جانا چاہتے تو مجھے بتا دیں، میں خود ہی چلا جاؤں گا۔"

مسرت بیگم کچھ کہنے ہی والی تھیں کہ پرویز شاہ غصے سے بولے: "یہ کس انداز میں بات کر رہے ہو شہریار؟ تم اپنی ماں سے اس طرح بات کرتے ہو؟"

مسرت بیگم نے فوراً بیچ بچاؤ کرتے ہوئے کہا: "پرویز، بچہ ہے، سمجھ جائے گا۔ آپ غصہ نہ کریں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم چپ رہو، مسرت! تمہاری وجہ سے ہی اس کو اتنی چھوٹ ملی ہے کہ آج یہ تم سے بدتمیزی کر رہا ہے!"

شہریار نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا: "بابا، میں معذرت خواہ ہوں اگر آپ دونوں کو لگتا ہے کہ میں بدتمیزی کر رہا ہوں، لیکن..."

"آپ بتائیں، آپ لوگ کب جائیں گے شفق کے گھر رشتہ لینے؟"اس کے لہجے میں ایک عجیب سنگینی تھی۔

"ہم نہیں جا رہے!" پرویز شاہ نے دو ٹوک انداز میں جواب دیا:

یہ سن کر شہریار کے چہرے پر غصہ اور دکھ کا ملا جلا تاثر اُبھرا، اور وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے گہری سانس لے کر کہا:

"ٹھیک ہے بابا، اگر آپ اس عمر میں ایک اور جوان اولاد کے جنازے کو کندھا دینا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پرویز شاہ کے چہرے پر ایک لمحے کے لیے حیرت چھا گئی، لیکن انہوں نے اپنے غصے کو قابو میں رکھتے ہوئے کہا:"کیا بکواس کر رہے ہو؟"

آپ آج ہی شفق کے گھر جائیں گے،اور اگر نہ گئے تو کل اس وقت میرا جنازہ اٹھانے کے لیے تیار ہو جائیے... بالکل اسی طرح جیسے میری بہن مہجبین شاہ کا اٹھایا تھا۔"

یہ سنتے ہی پرویز شاہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ انہوں نے چلا کر کہا: "شہریار! یہ کیا کہہ رہے ہو تم؟"

شہریار نے بغیر کسی خوف کے جواب دیا: "بابا، میری بہن نے بھی اپنی جان آپ کی وجہ سے دی تھی، یاد ہے نا آپ کو؟ امید ہے آپ بھولے نہیں ہوں گے۔"

"شہریار! تم ہوش میں ہو؟ یہ کیسی باتیں کر رہے ہو؟"

شہریار کا چہرہ سپاٹ تھا، "ہاں بابا، میں پوری طرح ہوش میں ہوں۔ آپ نے ہی تو کہا تھا کہ مہجبین کو سمجھ نہیں آ رہی تھی، وہ جذباتی ہو رہی تھی۔ لیکن بابا، وہ اپنی محبت کا اظہار کر رہی تھی، اور آپ نے اسے نظر انداز کر دیا۔"

مسرت بیگم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، وہ کچھ کہنا چاہتی تھیں لیکن شہریار کی باتوں نے ان کی زبان بند کر دی تھی۔ انہوں نے پرویز شاہ کی طرف دیکھا، جیسے کوئی جواب مانگ رہی ہوں۔

" مہجبین کا معاملہ مختلف تھا! تمہاری بات اس سے نہیں ملتی!"

شہریار نے ایک قدم آگے بڑھ کر پرویز شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا: "نہیں بابا، بات بالکل وہی ہے۔ آپ کی انا، آپ کا غصہ اور آپ کی ضد... یہ سب وہی ہے۔ اگر آج آپ شفق کے لیے نہ گئے، تو میری کہانی بھی ویسی ہی ہوگی جیسے مہجبین کی تھی۔"

پرویز شاہ بالکل ایک پل کے لیے خاموش ہو گئے جیسے ان کی سانسیں رک گئی ہوں۔ "مہجبین..." پرویز شاہ نے زیرِ لب بولا اور ماضی کی تلخیاں تیزی سے ذہن میں چلنے لگیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

@@@@@@

اگلے ہی روز مسرت بیگم اور پرویز شاہ، شفق کے گھر پہنچے۔ دروازے پر شاہسوار حیات نے ان کا خیر مقدم کیا۔ "معاف کیجیے گا، میں نے آپ کو پہچانا نہیں... میرا مطلب، کیا ہم پہلے مل چکے ہیں؟" آمنہ بیگم خوش اخلاقی سے بولیں۔

"نہیں، ہم پہلی بار مل رہے ہیں،" مسرت بیگم نے نرمی سے جواب دیا۔ "میں مسرت، شہریار کی ماں، اور یہ پرویز، ان کے والد۔"

"اچھا، اچھا... شہریار... ارتضاء کا دوست؟" شاہسہوار حیات پہچان کر بولے۔

"جی، جی، وہی۔" ہم معذرت خواہ ہیں کہ اپ کو بغیر بتائے آگئے لیکن

نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں" مل کر خوشی ہوئی، پرویز صاحب،" شاہسہوار نے مسکراتے ہوئے ہاتھ ملایا۔

"مجھے بھی،" پرویز شاہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ "دراصل ہم یہاں ایک اہم مقصد کے تحت آئے ہیں۔"

"جی، فرمائیے،"

"ہم اپنے اکلوتے بیٹے شہریار شاہ کا رشتہ آپ کی بیٹی شفق حیات کے لیے لائے ہیں۔"

مسرت بیگم نے بھی دھیمی آواز میں کہا، "بھائی صاحب، ہم بہت مان سے یہاں آئے ہیں... امید ہے آپ ہمیں خالی ہاتھ نہیں لوٹائیں گے۔"

شاہسوار صاحب کا چہرہ سنجیدہ ہو گیا، انہوں نے آمنہ بیگم کی طرف دیکھا، پھر آہستہ سے بولے: "اگر آپ کچھ وقت پہلے آتے تو شاید ہم اس بارے میں سوچتے... لیکن ہم شفق کا رشتہ ارتضاء کے ساتھ طے کر چکے ہیں۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

شفق جو کچن میں کھڑی سب سن رہی تھی، اس کے قدم جیسے زمین میں دھنس گئے۔ سانس جیسے رک گیا ہو، دل کی دھڑکن بے ترتیب ہو گئی ہو۔ وہ دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی، اندر ہی اندر سوال کرتی رہی: "بابا نے یہ فیصلہ مجھ سے پوچھے بغیر کیسے کر لیا؟

مسرت بیگم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ انہوں نے شہسوار کے سامنے اپنا دوپٹہ پھیلایا اور عاجزی سے بولیں:

"بھائی صاحب... میں آپ سے اپنی بیٹے کی زندگی مانگتی ہوں۔ وہ شفق کے بغیر نہیں رہ سکتا۔" وہ دونوں ایک دوسرے کو چاہتے ہیں

"آپ... آپ یہ کیا کر رہی ہیں بہن؟"

پرویز شاہ نے آہستگی سے بیوی کا بازو تھاما، اور کہا: "چلو مسرت، وہ لوگ اپنا جواب دے چکے ہیں۔"

وہ دونوں خاموشی سے دروازے کی طرف بڑھے۔

شاہسہوار حیات اور آمنہ بیگم خاموش تھے۔ جیسے کوئی طوفان گزر گیا ہو لیکن اثرات ابھی باقی ہوں۔

اسی لمحے شاہسہوار نے اچانک آواز دی: "شفق، یہاں آؤ۔"

شفق بے جان قدموں سے لاؤنج میں آئی، نظریں جھکی ہوئیں، چہرہ زرد۔

"بیٹا، کل اپنی ماما کے ساتھ جاؤ اور اپنی شادی کی شاپنگ مکمل کر لو۔"

شفق نے چونک کر سر اٹھایا،اس کی آنکھوں میں نمی تیرنے لگی۔"بابا..."اس کی آواز میں لرزش تھی،"بابا،مجھے شادی نہیں کرنی۔"

،کیوں نہیں کرنی؟"

"بابا،میں ابھی پڑھنا چاہتی ہوں۔"

،شادی کے بعد پڑھ لینا۔

"بابا،پلیز،میری بات سمجھنے کی کوشش کریں..."

Clubb of Quality Content

"کیا سمجھوں؟بولو،کیا سمجھوں میں؟"

شفق نے ہمت کر کے دھیرے سے کہا،"بابا،میں ارتضاء بھائی سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔"

شاہسوار نے غصے سے آنکھیں پھیلا دیں، "تو پھر کس سے کرنا چاہتی ہو؟ اپنے اُس اُستاد سے؟"

شفق نے نم آنکھوں کے ساتھ اسبات میں سر ہلایا

یہ دیکھتے ہی شاہسوار کا ہاتھ بے اختیار اٹھا، اور ایک زوردار تھپڑ شفق کے گال پر لگا۔
شفق کے چہرے پر درد کی ایک جھلک آئی، اُس نے اپنے گال پر ہاتھ رکھا اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"شفق! تمہاری ہمت کیسے ہوئی؟ ہم نے تمہارے لیے ارتضاء کا انتخاب کیا ہے، اور تم شہریار کا نام لے رہی ہو؟ کیا تم نے کبھی ہمارے مان، ہماری عزت، ہماری پرورش کو سمجھا بھی ہے؟"

شفق کی آواز بھیگی ہوئی تھی، "بابا، میں جانتی ہوں آپ میرے لیے بہتر ہی چاہتے ہیں، لیکن میں شہریار کو پسند کرتی ہوں

شرم نہیں آتی تمہیں اپنے باپ کے سامنے اپنے عاشق کا نام لیتے ہوئے" "تم کیوں نہیں سمجھ رہی ہو؟ ارتضاء ہمارا خون ہے، تمہارا کزن ہے، ہم سب کا مان ہے۔ اُس سے تمہاری نسبت طے ہو چکی ہے۔ یہ صرف رشتہ نہیں، خاندان کی عزت کا معاملہ ہے!"

"ماما..." شفق نے آمنہ کی طرف دیکھا، "کیا عزت اس میں ہے کہ میں اپنی زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ اپنی مرضی کے خلاف کروں؟ کیا آپ نہیں چاہتیں کہ میں خوش رہوں؟"

بابا..." شفق کی آواز روہانسی تھی، "میں آپ کا مان کبھی نہیں توڑنا چاہتی، لیکن... میں ارتضاء بھائی کو بھائی سمجھتی ہوں۔ اُن سے شادی... ممکن نہیں۔ میں یہ ظلم نہیں سہہ سکتی..."

اس کا دل بے قابو ہو رہا تھا، وہ اپنے والد کے غصے کے سامنے لرز رہی تھی، "بابا، میں جانتی ہوں کہ آپ میرے لیے بہتر ہی چاہتے ہیں، لیکن... میں شہریار سے محبت کرتی ہو۔ وہ ایک اچھے انسان ہے،

Clubb of Quality Content!

ہم نے ہمیشہ تمہارے بارے میں سوچا،اور اب تم ہمیں یوں دھوکہ دے رہی ہو؟"دو دن میں سفیان بھی آجائے گا۔ اگلے جمعے کو تمہارا اور ارتضاء کا نکاح ہو گا۔بات ختم!"

"بابا!بابا پلیز،مجھ پر یہ ظلم نہ کریں!میں آپ کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں..."شفق گھٹنوں پر بیٹھ گئی،آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

"ہم نے تمہیں یہ سکھایا تھا؟یہ تربیت کی تھی ہم نے تمہاری تمہیں شرم نہیں آتی شفق؟ تم اپنے استاد کے ساتھ محبتیں لڑا رہی ہو؟"

"پلیز،ماما...پلیز بابا...میں کبھی کچھ نہیں مانگوں گی آپ سے...صرف یہ ایک بات مان لیں..."

شاہسوار نے غصے میں چیخ کر کہا،"دفع ہو جاؤ یہاں سے، شفق ہماری نظروں کے سامنے سے چلی جاؤ!"

شفق سسکیاں لیتی ہوئی اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف گئی...اور پیچھے امنہ بیگم کے آنسو، شاہسوار کی سرد مہر نگاہیں اور ٹوٹتی آوازیں رہ گئیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

جونہی شفَق کمرے میں داخل ہوئی، اُس کا رونا شدت اختیار کر گیا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپا کر سسکیاں لینے لگی۔

"یا اللہ! پلیز میری مدد کریں!"

کانپتے ہاتھوں سے اُس نے فون اٹھایا اور شہریار کو پیغام بھیجا: "شہریار..."

کچھ لمحوں بعد شہریار کی کال آ گئی۔ "شفَق! تم ٹھیک ہوں؟ کیا ہوا؟"

شفَق کی آواز رونے کی وجہ سے بھاری ہو گئی تھی،

"شہریار... بابا نے جمعے کو میرا نکاح طے کر دیا ہے..." اُس کی آواز لرزنے لگی۔

"کیا؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تم نے انکار کیوں نہیں کیا؟"

شفَق کی آنکھوں سے آنسو پھر بہنے لگے،:

"شہریار... آج بابا نے پہلی بار مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے..." یہ سنتے ہی شہریار کا دل جیسے کٹ گیا

کچھ لمحے خاموشی میں گزرے،

"شفَق...بابا اور امی تو آئے تھے نا تمہارے کے گھر؟اُنہوں نے کیا بات کی؟"

...بابا نے اُنہیں صاف انکار کر دیا تھا...بہت سختی سے۔"

"تم رو مت، شفَق۔میں کچھ کرتا ہوں۔میں انکل سے خود بات کروں گا،!"

"آپ کیا کریں گے،بابا کسی کی نہیں سنتے،وہ ہمیشہ اپنی منواتے ہیں!"

شہریار لمحے بھر کو خاموش رہا، پھر بولا:"پلیز، تم ہمت مت ہارو۔میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔:

"نہیں... آپ کچھ نہیں کر سکتے۔بابا نے فیصلہ کر لیا ہے،اور اُن کے فیصلے کو کوئی بدل نہیں سکتا۔"

"کیا تم واقعی ہار مان لو گی؟ کیا تم مجھے چھوڑ دو گی؟"

Clubb of Quality Content

شفَق کی سسکیوں میں شدت آ گئی، "میں نہیں چھوڑنا چاہتی،! لیکن میرے پاس کوئی راستہ نہیں ہے۔ میں بہت ڈر گئی ہوں... بابا کے سامنے کچھ بول نہیں سکی،..."

"میں اِرتضاء سے بات کروں گا!" شہریار کا لہجہ سخت تھا۔

شفق نے فوراً آنکھوں میں نمی لیے نفی میں سر ہلایا،

"نہیں... آپ اِرتضاء بھائی سے کوئی بات نہیں کریں گے۔ آپ کو میری قسم ہے!"

شہریار چند لمحے ساکت رہا، جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو کہ شفق اُسے روک رہی ہے۔ "مگر شفق..."

Clubb of Quality Content

"پلیز شہریار..." شفق نے بات کاٹتے ہوئے دھیمی آواز میں کہا، "اگر آپ مجھ سے محبت کرتے ہیں، تو میری یہ ایک بات مان لیجیے... میری عزت، میرا مان، میری خاموشی سب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ کو میری قسم... اُن دے کوئی بات کیجیے گا۔

فون بند ہوا تو شفَق خاموشی سے تکیے پر سر رکھ کر رونے لگی۔ شاید نیند اُس رات اُسے چھوڑ گئی تھی... اور شہریار کو بھی۔

@@@@

:

دو دن بعد ارتِضاء اور سفیان جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے، لاؤنج میں آمنہ بیگم اور جنت پہلے سے موجود تھیں۔ جنت صوفے پر بیٹھی تسبیح کے دانے گھمارہی تھیں، جبکہ آمنہ بیگم خاموشی سے اُن کے پہلو میں بیٹھی تھیں۔ فضا میں ایک عجیب سی خاموشی طاری تھی،

"السلام علیکم!" اِرتِضاء اور سفیان نے لاونج کے اندر قدم رکھتے ہوئے پر خلوص انداز میں سلام کیا۔

"وعلیکم السلام، میرے بچو!" آمنہ بیگم نے دونوں بیٹوں کو اپنے سینے سے لگایا،

"سفر کیسا رہا؟" جنت نے آہستہ لہجے میں پوچھا۔

"الحمدللہ پھپھو، خیریت رہی۔" سفیان نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا۔

جنت پھو پھو نے اپنے ہاتھ کی تسبیح کو ایک طرف رکھتے ہوئے سوال کیا، "تمہاری بیوی پری کیسی تھی؟ اور ہاشم، وہ کیسا تھا؟"

سفیان نے ایک ہلکی سی سانس لیتے ہوئے جواب دیا، "ٹھیک تھے پھپھو، لیکن ان کے کاغذات میں کچھ مسئلہ تھا، اس لیے ویزہ نہیں لگ سکا۔"

اِرتضاء نے اِدھر اُدھر نظریں دوڑائیں، پھر آمنہ کی طرف متوجہ ہوا، "امی، شفق کہاں ہے؟"

سفیان نے مزاحیہ انداز میں اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا، "صبر کر جا بھائی! ویسے بھی تین چار دن میں نکاح ہے، تب تک برداشت کر لے۔"

اُس کی بات پر ہلکی سی مسکراہٹ سب کے چہروں پر پھیل گئی، لیکن جنت کی آواز میں سنجیدگی برقرار رہی، "بیٹا، اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے،

میں مل کر آتا ہوں۔ ارتضاء یہ کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھا"

بچے اس کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے وہ سو رہی ہے کل مل لے نا جنت نے کسی اندیشے کے تحت کہا

اگلے روز، ناشتے کی میز پر سب جمع تھے۔ سوائے شفق کے

"شفق اب تک نہیں آئی؟ کیا اس کی طبعیت اب تک ٹھیک نہیں اِرتضاء نے بے چینی سے پوچھا، اُس کی آواز میں فکر صاف جھلک رہی تھی۔

اسی لمحے شفق کمرے سے باہر آئی۔ اُس کے چہرے پر تھکن اور آنکھوں میں سرخی نمایاں تھی، جیسے وہ رات بھر سو نہیں سکی ہو۔ اس نے سب کو سلام کیا اور سفیان سے آکر گلے ملی۔ " کیسی ہیں آپ بھائی؟"

میں ٹھیک ہوں تمہاری طبعیت کیسی ہے ماما بتا رہی تھی کے تم بیمار ہوں۔

شفق کی نظر بے اختیار آمنہ بیگم پر جا ٹھہری، پھر دھیرے سے بولی، "نہیں بھائی، میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔"

"بیٹھو شفق ناشتہ کرو،" شاہسوار حیات نے سنجیدگی سے کہا۔

"جی بابا۔" شفق خاموشی سے آکر اِرتضاء کے سامنے بیٹھ گئی۔

شفَق کی نظر ارتضاء پر پڑی تو اُس کا دل بے اختیار دھڑک اُٹھا۔

ارتضاء نے شفق کی طرف دیکھا تو بے اختیار پوچھا۔

شفق، تمہاری آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہیں؟ سب خیر تو ہے؟ کیا تم روئی ہو؟"اِرتضاء کے سوال میں فکر چھپی تھی۔

اِرتِضاء بھائی!" شفق کے "بھائی" کہنے پر اِرتِضاء کے دل میں ایک ہلکی سی چبھن ہوئی،

بھائی وہ..." شفق ابھی کچھ کہتی کہ ارتضادوبارہ بولا،"اگر طبیعت زیادہ خراب ہے تو ڈاکٹر کے پاس چلتے ہیں۔"

شفق، جو کب سے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کر رہی تھی، اِس سوال پر اُس کی آنکھیں دوبارہ بھر آئیں۔ وہ کچھ کہنے ہی والی تھی کہ آمنہ بیگم نے فوراً بات سنبھال لی:

"نہیں بیٹا، ڈاکٹر کی ضرورت نہیں بس بخار کی وجہ سے آنکھیں ایسی لگ رہی ہیں۔"

"اِرتِضاء بھائی..." شفق کے لہجے میں لرزش تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اُس کے "بھائی" کہنے پر اِرتضاء نے زبردستی مسکرا کر کہا، "ہاں، شفق، بولو۔ کیا بات ہے؟"

"مجھے آپ سے... آپ سے کچھ ضروری بات کرنی ہے..." اُس کی آواز جیسے رُک رُک کر آرہی تھی۔ مگر وہ کچھ بولتی، اس سے پہلے آمنہ بیگم نے جلدی سے بات کاٹ دی:

"شفق، بیٹا، اِرتضاء کو دیر ہو رہی ہے۔ باتیں بعد میں کر لینا۔ اور ویسے بھی، تین دن بعد تم دونوں کا نکاح ہے۔ پھر جتنا دل کرے، باتیں کر لینا۔" شاہسوار حیات نے بھی سر ہلاتے ہوئے کہا، "ہاں بیٹا، اب باتیں نکاح کے بعد ہوں تو بہتر ہے۔"

شفق نے اپنی ماں کی طرف حیرت اور دُکھ سے دیکھا، اور وہاں سے چلی گئی۔ اُس کے چہرے پر دُکھ اور خاموشی کے سائے واضح تھے...

اسے کیا ہوا ناشتہ کیے بغیر چلی گئی میں دیکھ کر آتا ہوں ارتضا جیسے ہی اپنی جگہ سے اٹھا شاہسوار نے اسے روک لیا ارتضاء چلو دیر ہو رہی ہے بابا لیکن شفق....

شفق کو چھوڑو اسے تمہاری ماں دیکھ لے گی چلو دیر ہو رہی ہے۔

ناشتہ ختم ہوتے ہی شاہسوار اور اِرتضاء وہاں سے نکل گئے۔ لیکن سفیان کو سکون نہیں آیا۔ وہ دوبارہ آمنہ بیگم سے مخاطب ہوا،

"ماما، شَفَق اتنا عجیب کیوں برتاؤ کر رہی ہے؟ کیا کچھ ہوا ہے

آمنہ بیگم نے سفیان کی بات کو نظرانداز کرنے کی کوشش کی، لیکن سفیان نے دوبارہ زور دے کر کہا،

"ماما، آپ کچھ چھپا رہی ہیں کیا پھپھو آپ بتائیں کیا کچھ ہوا ہے۔

اس سے پہلے کہ آمنہ یا جنت کوئی جواب دیتیں، اچانک شَفَق کی آواز سنائی دی، "بھائی! بھائی، مجھے آپ سے بات کرنی ہے!"

سفیان نے ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے حیرانی سے شفق کو دیکھا اں بولو شَفَق؟"

"بھائی! بھائی! مجھے آپ سے بات کرنی ہے!"اس بار اس کی آواز میں وہ اضطراب،وہ لرزش تھی جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔

"کیا ہوا، بھائی کی جان؟اور یہ تم نے اپنی کیا حالت بنا رکھی ہے؟"سفیان نے فکرمندی سے پوچھا۔

"شَفَق، کمرے میں جاؤ!" آمنہ بیگم سختی سے بولیں۔ "ماما، پلیز! مجھے بات کرنے دیں!" شَفَق نے آنکھوں میں آنسو لیے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اسی لمحے اِرتضاء جو اپنا لیپ ٹاپ لینے کے لیے گھر میں داخل ہو رہا تھا، دروازے پر رک گیا۔ اندر کا منظر دیکھ کر وہیں ٹھٹھک گیا۔ آمنہ شَفَق کو بازو سے پکڑے گھسیٹتے ہوئے لے جا رہی تھیں۔

"ماما! چھوڑیں، کیا کر رہی ہیں آپ؟ چھوڑیں اسے، اسے بات کرنے دیں!"۔ سفیان آگے بڑھا اور شفق کو آمنہ کی گرفت سے آزاد کرایا

"بھائی! بھائی! پلیز، میری بات سنے، بھائی، میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں... میں شہریار کو پسند کرتی ہوں میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں... میں اِرتضاء بھائی سے شادی نہیں کر سکتی۔۔۔"

یہ سننا تھا کہ اِرتضاء جیسے زمین میں گڑ گیا ہو۔ اسے لگا جیسے اس کی سانس رک رہی ہو۔ **"میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں... میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں... میں اِرتضا بھائی سے شادی نہیں کر سکتی۔۔۔"** اس کے بعد اِرتضا کو کچھ سنائی نہیں دیا، جیسے وہ بہرا ہو گیا ہو۔ اس کے کانوں میں بار بار ایک ہی جملہ گونج رہا تھا:

"میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں اور اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔" کتنی بڑی بات وہ اتنی آسانی سے کہہ گئی۔

اِرتضاء وہیں دروازے کے پاس کھڑا، پتھر سا بن گیا۔ بس خاموشی سے شَفَق کو دیکھتا رہا، جس کی آنکھوں میں آنسو تھے اور لبوں پر ایک ہی فقرہ: **"میں کسی اور کو پسند کرتی**

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ہوں۔۔۔ میں اُس سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔" ہوش کی دنیا میں تو اِرتضاء تب واپس آیا جب ایک زوردار تھپڑ کی آواز نے ماحول کو چیر ڈالا۔

"شرم آنی چاہیے تمہیں!

میں میں مر جاؤں گی اُس کے بغیر۔۔۔"

آمنہ بیگم غصے میں چیختے ہوئے بولیں،" تمہیں مر ہی جانا چاہیے! تم جیسی بے شرم اولاد کو مر ہی جانا چاہیے۔۔۔!"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس منظر پر جنت خاموشی سے بیٹھی تھیں۔ جب شَفَق کو تھپڑ پڑا تو وہ فوراً آگے بڑھیں، شَفَق کو تھام لیا، اس کے آنسو پونچھنے لگیں۔ لیکن اُن کی نظریں پھر اِرتضا پر جا ٹکیں، جو دروازے کے پاس بے جان کھڑا تھا۔

اِرتضا خاموشی سے پلٹا۔ وہ جس خاموشی سے آیا تھا، اسی خاموشی سے پلٹ گیا وہ سب کچھ دیکھ چکا تھا، سن چکا تھا۔

وہ بغیر کچھ کہے باہر نکل گیا۔

جنت ارتضاء کے پیچھے بھاگی "اِرتضاء... رُکو میرے بچے"

"آپ جانتی تھیں، پھپھو؟" ارتضاء نے پلٹ کر جنت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا

"آپ جانتی تھیں نا؟ پھر بھی آپ نے مجھے کچھ نہیں بتایا؟ کیوں؟"

"مجھے لگا... تمہارا دل ٹوٹ جائے گا، اِرتضا۔" جنت نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

اِرتضا ہلکے سے ہنسا... وہ ہنسی نہیں تھی، وہ زخم تھا جو آواز بن کے نکلا۔ "واہ، پھپھو... آپ کو لگا میرا دل ٹوٹ جائے گا؟" وہ ایک قدم آگے بڑھا، آنکھوں میں آنسو چمکنے لگے۔

"اگر آپ مجھے پہلے بتا دیتیں... تو شاید میں خود کو سنبھال لیتا۔ شاید مان لیتا کہ ہر چاہت ہر خواہش پوری نہیں ہوتی... لیکن اب؟" اُس کی آواز رُندھ گئی، لیکن وہ رکا نہیں۔ "اب جب نکاح میں صرف دو دن رہ گئے ہیں... اور میں اُس کے منہ سے خود سن رہا ہوں کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے..."

"اور وہ 'کوئی اور'... پھپھو" اور وہ 'کوئی اور کوئی اور نہیں، وہ میرا دوست ہے، شہریار..."

ارتضاء جنت کی طرف دیکھتا رہا، جیسے اُن کی خاموشی میں جواب ڈھونڈ رہا ہو۔

"پھپھو، میرا دل پھٹ رہا ہے... میں اندر سے ٹوٹ چکا ہوں... سانس لینا بوجھ لگ رہا ہے..."

"جس لڑکی کے لیے میں نے خود کو بدل دیا، ہر قدم پہ اُس کا خیال رکھا، ہر دعا میں بس اُسی کا نام لیا... آج اس نے اپنی زبان سے کسی اور سے محبت کا اظہار کیا ہے"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

" پھپھو، آپ میری سب سے قریبی تھیں... میرے ہر درد ہر غم کی ساتھی کاش کاش پھپھو آپ مجھے بتا دیتی

اِرتضاء نے ایک آخری نظر اُن پر ڈالی اور آہستہ سے پلٹ گیا

کہاں جا رہے ہو، میرے بچے؟"

ارتضاء نے قدم روکے... مگر پلٹا نہیں۔ آواز دھیمی تھی، "تنہا رہنا چاہتا ہوں، پھپھو۔ چند لمحے خاموشی رہی، پھر ارتضاء کی آواز دوبارہ سنائی دی... "تا کہ خود کو سمجھا سکوں... کہ ہر خواہش، ہر چاہت پوری نہیں ہوتی..."

"کچھ خواب... بس خواب ہی رہ جاتے ہیں، ادھورے..." "اور شاید اُن خوابوں کے ساتھ جینے کا ہنر بھی سیکھنا پڑتا ہے..."

اُس کے قدم آہستہ آہستہ دور ہوتے گئے... اور پیچھے صرف جنت کی نم آنکھیں اور سناٹا رہ گیا۔

@@@@@@@@

اِرتضاء رات تقریباً ڈھائی بجے گھر پہنچا۔ خاموشی سے دروازہ کھولا اور سیدھا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی کمرے کا دروازہ کھولا، اُس کی نظر سامنے صوفے پر بیٹھی شفَق پر پڑی، جو صوفے کی ہینڈل پر سر رکھے خاموشی سے آنسو بہا رہی تھی۔

اِرتضاء دروازے پر ہی ساکت کھڑا رہ گیا۔ اُس نے شفق کو کبھی اس حالت میں نہیں دیکھا تھا—یوں ٹوٹا ہوا، بکھرا ہوا، کسی امید سے خالی چہرہ۔ دل چاہا دوڑ کر اُسے سینے سے لگا لے، لیکن... کس رشتے سے؟ کس حق سے؟

ارتضاء نے اپنے جذبات کو ضبط کرتے ہوئے دھیرے سے شفق کو مخاطب کیا "شفق، تم یہاں؟"

شفق نے آہستہ سے سر اُٹھایا۔ اُس کی آنکھیں رو رو کر سوجی ہوئی تھیں، چہرے پر آنسو اور واضح تھپڑوں کے نشان تھے۔

"بھائی... مجھے آپ سے ایک بات کرنی ہے۔"

اِرتِضاء خاموشی سے اُس کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"ہاں، بولو۔"

"میں آپ سے شادی نہیں کر سکتی۔" یہ سن کر اِرتِضاء کو لگا جیسے اُس کا سانس رک گیا ہو، جیسے اندر کچھ ٹوٹ کر بکھر گیا ہو، مگر وہ کچھ نہ بولا۔

شفق کی آواز لرزنے لگی، "میں کسی اور سے محبت کرتی ہوں...

جب کچھ لمحے ارتضا کچھ نہیں بولا تو شفق نے دوبارہ مخاطب کیا آپ خاموش کیوں ہیں؟ پوچھیں گے نہیں کس سے"

کس سے ؟اِرتضاء خشک خلق سے بمشکل بولا،"کس

"آپ کے دوست... شہریار سے۔"خاموشی چھا گئی۔صوفے کے کشن جیسے وقت کا ساتھ دبنے لگے۔

"آپ نے ہمیشہ میری ہر بات مانی ہے... میری ہر ضد پوری کی ہے۔بس یہ ایک آخری خواہش بھی پوری کر دیں... خدا کے لیے۔"

یہ کہہ کر شفق صوفے سے اُٹھ کر اِرتضاء کے قدموں میں بیٹھ گئی۔

"آپ کو خدا کا واسطہ ہے،میں آپ کے پاؤں پکڑتی ہوں،بابا سے بات کریں۔میں نہیں جی سکوں گی اُس کے بغیر۔"

اِرتضاء نے جلدی سے اُسے بازو سے تھاما۔"شفق،اُٹھو...یہ تم کیا کر رہی ہو؟"

"بھائی،میں آپ سے اپنی محبت کی بھیک مانگ رہی ہوں۔خدا کے لیے بابا سے بات کریں۔"

اس سارے وقت میں شفق نے ایک لمحے کے لیے بھی ارتضاء کے چہرے سے اپنی نظر نہیں ہٹائی تھی مگر اِرتضاء کا چہرہ جیسے پتھر ہو گیا تھا... بے تاثر، ساکت۔ کچھ پل بعد وہ دھیرے سے بولا، "میں... کل بابا سے بات کروں گا۔"

یہ الفاظ اُس نے کس دل سے کہے، یہ صرف وہی جانتا تھا۔

"شفق، تم جانتی ہو محبت کا سب سے تکلیف دہ لمحہ کون سا ہوتا ہے؟ جب تم کسی کو اپنی روح کی گہرائیوں سے چاہو، اور وہ کسی اور کو چاہے... اور تم سے تمہاری ہی محبت کی قربانی مانگے۔" ایک سانس بھر کر اُس نے کہا،

"لیکن آج... میں تمہاری خوشی کے لیے اپنی محبت کی قربانی دیتا ہوں۔ میں، اِرتضاء حیات، آج تمہارے لیے اپنی محبت سے دستبر دار ہوتا ہوں۔"

اب جاؤ اپنے کمرے میں... بہت رات ہو گئی ہے۔ صبح بات کریں گے۔ شفق خاموشی سے اُٹھی اور وہاں سے چلی گئی۔

اُس کے جاتے ہی اِرتضاء کا ضبط ٹوٹ گیا۔ وہ پیچھے ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ گیا۔

"یا اللہ، مجھے صبر دے... میں اپنی محبت کو اپنی آنکھوں کے سامنے کسی اور کا ہوتے کیسے دیکھ سکوں گا؟"

آج ارتضاء حیات کا دل دوسری مرتبہ ٹوٹا تھا اور بہت بری طرح ٹوٹا تھا

دروازے کی ہلکی سی چرچاہٹ ہوئی۔ ارتضاء پلٹا تو دیکھا جنت دروازے پر کھڑی تھیں۔

پھپھو... اگر آپ تسلی دینے آئی ہیں، تو رہنے دیں...

جنت دھیرے دھیرے اُس کے قریب آئیں اور پاس بیٹھتے ہوئے نرمی سے اُس کا ہاتھ تھاما۔

"میں تسلی دینے نہیں آئی میرے بچے... میں صرف تمہارے ساتھ بیٹھنے آئی ہوں۔

"تم بہت مضبوط ہو، اِرتضاء... لیکن ہر مضبوط انسان کے اندر ایک کمزور بچہ بھی ہوتا ہے، جو صرف رونے اور کسی کے سینے سے لگنے کا محتاج ہوتا ہے

یہ سن کر جیسے اِرتضاء کے ضبط کا بند ٹوٹ گیا۔ اُس نے سر جنت کی گود میں رکھ دیا۔

"پھپھو... میں بہت تھک گیا ہوں۔ میں نہیں جانتا تھا کہ میری چاہت بھی میرے نصیب کی طرح ہی خالی نکلے گی"

شاید اس لیے میرے بچے، کہ اللہ تمہیں وہ عطا کرے جو صرف تمہارے نصیب کا ہو۔ جو تمہیں صرف ملے نہیں، تمہارا بنے بھی۔" جنت اُس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولتی گئیں،

"اور جس محبت میں تم قربانی دینے کا حوصلہ رکھتے ہو، اُس سے بڑی کوئی محبت نہیں ہوتی۔

پھپھو، میرا دل چاہتا ہے کہ کہی بھاگ جاؤں۔

تم بھاگو گے نہیں، میرے بچے... تم وہ شخص ہو جو اپنی ہی تکلیف میں دوسروں کی خوشی ڈھونڈتا ہے۔ تم کل جا کر بھائی سے بات کرو گے... شفق کے لیے... اور یہی تمہاری عظمت ہوگی۔"

جنت نے نرمی سے اُس کے سامنے پانی کا گلاس رکھا،

"یہ لو، میرے بچے... پانی پیو۔ شاید دل کا درد کچھ دیر کو ہی سہی، تھم جائے۔"

"اِرتضاء نے خاموشی سے گلاس تھام لیا، جیسے کسی بوجھ کو تھام رہا ہو۔ پھر دھیما سا بولا، آواز میں تھکن اور شکستگی واضح تھی:" پھپھو... مگر مجھ میں اتنا حوصلہ نہیں ہے... میں کیسے جا کر بابا سے یہ سب باتیں کروں گا؟ کیسے اُنہیں کہوں گا کہ جس لڑکی کو میں برسوں سے چاہتا ہوں، وہ میرے لیے نہیں بنی؟"وہ گلاس کو اپنی انگلیوں کے درمیان دبا رہا تھا... جیسے اُس کے دل میں اُٹھتی ٹوٹ پھوٹ اُس شیشے پر بھی اُتر آئی ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"مجھے نہیں معلوم... کیسے جاؤں گا؟ کیا کہوں گا؟"ارتضاء کی آواز رُک رُک کر نکل رہی تھی، جیسے لفظ بھی اُس کا ساتھ چھوڑ گئے ہوں۔

اچانک کریک کی ایک ہلکی آواز آئی — شیشے کا گلاس اُس کے ہاتھ میں ٹوٹ چکا تھا۔ پانی میز پر بکھر گیا، اور اُس کے ہاتھ کی انگلیوں سے خون ٹپکنے لگا۔

"اِرتضاء!" جنت گھبرا کر اُس کے قریب ہوئی، "یا اللہ! یہ کیا کر دیا میرے بچے تمہارے ہاتھ سے خون نکل رہا ہے تم نے اپنا ہاتھ زخمی کر دیا۔

اِرتضاء نے ایک لمحے کے لیے نظر اُٹھا کر جنت کو دیکھا، اُس کی آنکھوں میں نمی نہیں، ایک ٹوٹا ہوا سکون تھا...

"کاش پھپھو... کاش آپ میرے دل کا حال دیکھ سکتیں..." "میرا دل اس زخم سے کہیں زیادہ زخمی ہے... اُس پر جو کٹ لگے ہیں، وہ کسی مرہم سے نہیں بھریں گے۔"

جنت کی آنکھیں بھر آئیں... اُس نے ارتضاء کے زخمی ہاتھ کو تھاما اور نرمی سے بولی، "میرے بچے... تم اتنا کچھ سہہ رہے ہو، اور پھر بھی خاموش ہو؟"

جنت نے ٹیشو کی مدد سے ارتضاء کے ہاتھ سے خون صاف کیا، پھر ڈریسنگ باکس نکال کر اُس کے زخم پر مرہم لگانے لگیں،

اِرتضاء نے زخمی ہاتھ کو دیکھتے ہوئے ایک خالی سی ہنسی ہنسی، پھر آہستہ سے بولا: "یہ زخم تو بھر جائے گا، پھپھو... آپ اس پر مرہم رکھ دیں گی..." وہ لمحے بھر کو رکا، پھر نظریں جھکاتے ہوئے دھیمی آواز میں کہنے لگا: "لیکن دل کا کیا؟

دل کے زخم تو وہی بھر سکتا ہے، جس کے لیے یہ دھڑکتا ہے...

جنت نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے، لیکن الفاظ جیسے گلے میں ہی اٹک گئے۔ انسان کو رونے اور اپنے دل کو ہلکا کرنے کے لیے کسی کے کندھے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ارتضاء حیات تو اتنا بد قسمت تھا کہ اس کے پاس وہ کندھا بھی نہیں تھا

@@@@@@@@

اگلی صبح، جب سب ناشتہ کر کے اپنے کمروں میں جا چکے تھے، اِرتضاء بھی خاموشی سے شاہسہوار کے پیچھے ان کے کمرے میں داخل ہو گیا۔

شاہسہوار نے مسکرا کر اِرتضاء کو دیکھا، "ارے آؤ بیٹا، اچھا ہوا تم آ گئے۔ میں ابھی تمہیں ہی بلانے والا تھا۔ آؤ، بیٹھو۔"

اِرتضاء خاموشی سے ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"نکاح تو سادگی سے ہو گا، مگر ولیمہ ہم دھوم دھام سے کریں گے۔ تم بتاؤ، تم نے کن کن لوگوں کو بلانا ہے؟ تاکہ لسٹ میں نام شامل کر لو۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اِرتضاء نے گہری سانس لی، پھر ہمت کر کے بولا، "بابا... میں یہ شادی نہیں کر سکتا۔"

"اِرتضاء! ہوش میں ہو؟ یا کوئی نشہ کر کے آئے ہو؟"

"بابا، میں مکمل ہوش و حواس میں ہوں۔ جو کہہ رہا ہوں سوچ سمجھ کر کہہ رہا ہوں۔"

"شرم نہیں آتی؟ دو دن بعد نکاح ہے اور اب تم انکار کر رہے ہو؟ کیا یہ بے غیرتی نہیں؟"

اِرتضاء نے نظریں جھکا لی، "بابا... وہ کسی اور سے محبت کرتی ہیے وہ شہریار سے محبت کرتی ہے۔ اور شہریار ایک بہت اچھا انسان ہے۔ وہ شفق کو خوش رکھے گا۔"

"کل تک تو تم اسے پسند کرتے تھے، اور آج یہ کیا بکواس ہے؟" شہسوار غرائے

"آپ جانتے ہیں بابا، مجھے اس کی خوشی اپنی خوشی سے زیادہ عزیز ہے۔ میں اس کی خوشیوں کی قبر پر اپنی خوشیوں کا تاج محل نہیں بنا سکتا۔"

ایک لمحے کو کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ شاہسوار نے سرد لہجے میں پوچھا، "یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟"

"جی، یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔""بابا، میں اس کی خوشی کے لیے اپنی محبت سے دستبردار ہوتا ہوں۔"

یہ تو صرف وہی جانتا تھا کہ وہ کس دل سے یہ کہہ رہا ہے۔

"میں تم سے ایک بار پھر پوچھ رہا ہوں، کیا یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے؟"

"جی، یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔"

اِرتضاء کے آخری الفاظ کے بعد کمرے میں گہری خاموشی چھا گئی۔ شاہسوار حیات خاموشی سے اٹھے، الماری کا دراز کھولا، اور پستول نکالی۔ پستول دیکھتے ہی اِرتضاء کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔

"بابا... بابا، آپ کیا کر رہے ہیں؟" اِرتضاء فوراًان کے پیچھے لپکا۔

شاہسوار تیز قدموں سے کمرے سے باہر نکلے۔ راہداری سے گزرتے ہوئے کچن کے پاس پہنچے، آمنہ جو کچن میں ہی تھی شہسوار کو غصے میں دیکھ کو فوراًان کے پیچھے بھاگی۔

اگلے ہی لمحے انہوں نے شفق کے کمرے کا دروازہ دھڑام سے کھولا۔

شفق جو جنت کی گود میں سر رکھی اپنی سوچوں میں گم تھی اچانک دروازہ کھلنے اور باپ کے ہاتھ میں پستول دیکھ کر سکتے میں آگئی۔ "بابا!" اس کے لب کپکپائے۔ آنکھوں میں خوف اور حیرت ایک ساتھ اتر آئے۔

آمنہ فوراً پیچھے سے آئیں اور شاہسوار کو روکنے کی کوشش کی، "شاہسوار، ہوش کرو! یہ کیا کر رہے ہو؟"

اِرتضاء بھی بھاگتا ہوا کمرے میں داخل ہوا اور دونوں کے بیچ آگیا، "نہیں بابا! پلیز! آپ ایسا نہیں کر سکتے!"

شاہسوار کی آواز زخم زدہ تھی، "ہاں، تم ٹھیک کہتے ہو اِرتضاء! میں اسے نہیں مار سکتا... کیونکہ یہ میری بیٹی ہے! میرا خون ہے!" "لیکن میں خود کو مار سکتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد یہ جس سے چاہے شادی کر لے!"

یہ کہہ کر شہسوار نے پستول اپنی کنپٹی پر رکھ دی۔

"بابا!" شفق چیخ اٹھی۔ "نہیں بابا، پلیز! آپ کو خدا کا واسطہ ہے! وہ تڑپتی ہوئی آگے بڑھی، "میں... میں کروں گی شادی۔ آپ جس سے کہیں گے، میں شادی کروں گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میں اِرتضاء بھائی سے شادی کروں... تو میں کروں گی۔ "وہ رو رہی تھی، اس کی آواز لرز رہی تھی، "لیکن خدا کے لیے، بابا... خود کو کچھ نہ کریں۔ میں وعدہ کرتی ہوں، آپ کا ہر فیصلہ مانوں گی۔"

کمرے میں سب کچھ جیسے تھم گیا۔ پستول ابھی بھی شاہسوار کے ہاتھ میں تھی، لیکن ان کی آنکھوں میں نمی ابھر چکی تھی۔ آمنہ نے ان کا بازو تھاما، اور کمرے سے نکل گئیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیچھے اِرتضاء شفق اور جنت رہ گئے۔

"مجھے معاف کر دینا، شفق۔ میں نے بابا سے بات کی لیکن مجھے اندازہ نہیں تھا کہ ان کا ری ایکشن اتنا شدید ہو گا۔"

"آئی ایم سوری... آئی ایم ریلی سوری... میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکا۔"

شفق نے زخمی آنکھوں سے اِرتضاء کو دیکھا لیکن خاموش رہی۔

@@@@@

شام کے وقت بارش کی ہلکی ٹپ ٹپ کھڑکی کے شیشوں پر پڑ رہی تھی۔ کمرے کی لائٹس مدھم تھیں، اور نرم سی پیلی روشنی میں ہر چیز دھندلا سی دکھائی دے رہی تھی۔

شَفَق، جنت کی گود میں سر رکھے، گم سم لیٹی تھی۔ اُس کی آنکھوں کے نیچے ہلکے گہرے تھے، جیسے کئی راتوں سے نیند اُس سے روٹھ گئی ہو۔ کھڑکی کے شیشے پر بارش کے قطرے بہہ رہے تھے — ہر قطرہ جیسے اُس کے دل کی ٹوٹتی ہوئی امیدوں کا عکس ہو۔

اچانک اس کا فون بجا۔ اسکرین پر "شہریار شاہ" کا نام چمکا۔

شَفَق کا دل ایک پل کو جیسے رک سا گیا۔ سانس اٹک گئی۔ اُس نے فون کو کچھ دیر دیکھا... اور پھر کاٹ دیا۔

ایک بار۔ دو بار۔ تین بار۔ فون بار بار بجتا رہا۔ اور شفق کاٹتی رہی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

جنت نے فون کی طرف دیکھا، پھر شَفَق کے چہرے پر نظریں جماتے ہوئے آہستگی سے بولی، "اٹھا لو، بات کر لو... کچھ باتیں دل میں رہ جائیں تو عمر بھر خلش بن جاتی ہیں۔"

شَفَق کی آنکھوں میں نمی چمکی۔ اُس نے جھجکتے ہاتھوں سے فون اٹھایا، ایک لمحے کو خاموش رہی، پھر کال ریسیو کر لی۔

شَفَق! میں کب سے تمہیں کال کر رہا ہوں، تم کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں؟ تمہیں اندازہ ہے میں کتنا پریشان ہو گیا تھا؟" شہریار کی آواز میں میں عجیب سی بے چینی تھی۔

شَفَق نے بمشکل لب کھولے۔ "کوئی ضروری بات تھی؟" اُس کی آواز مدھم تھی۔

شفق کی آواز سنتے ہی دوسری طرف شہریار کی آواز ذرا نرم ہوئی،—"تم روئی ہو کیا؟"

ایک لمحے کو دونوں طرف خاموشی چھا گئی۔بارش کی بوندوں کی آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔ پھر شَفَق نے دھیرے سے کہا،اُس کی آواز بوجھل اور ٹوٹی ہوئی تھی:"میں... میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ میں شادی کر رہی ہوں،اِرتضاء بھائی سے۔ "

دوسری طرف جیسے سب کچھ تھم سا گیا۔شہریار کی سانس رک گئی، آواز ٹوٹ گئی:"کیا؟... شَفَق،تم نے... تم نے خود کہا تھا کہ—"

شَفَق نے شہریار کی بات کاٹی،"کہ میں آپ کو پسند کرتی ہوں؟ہاں، کہا تھا۔دل سے کہا تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

کچھ لمحوں کے سکوت کے بعد وہ پھر بولی،"لیکن دل...دل کا کیا ہے سر؟دل تو بہت کچھ چاہتا ہے،پر زندگی ہمیشہ دل کی کہا سنتی ہے کیا؟"

،"شَفَق،اگر تم پہ دباؤ ہے، تو پلیز...یہ مت کرو۔ میں تمہارے لیے ہر حد تک جا سکتا ہوں،بس ایک بار—"

شَفَق نے بات کاٹی۔ "میں نے اپنی محبت کو دفن کر دیا ہے، شہریار سر... اب جو باقی ہے، وہ صرف ایک ٹوٹا ہوا دل ہے، صرف ایک زندہ وجود۔" یہ کہہ کر شفق نے کال کاٹ دی

دوسری طرف شہریار کے ہاتھ میں فون لرز رہا تھا۔ وہ وہیں بیٹھا رہ گیا، نظریں خالی، سانسیں بھاری۔

شہریار بار بار نمبر ملانے لگا—ایک بار، دو بار، تین بار... اور بار بار "فون بند ہے" کی سرد آواز سنائی دی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کمرے میں صرف اُس کی تیز سانسیں اور بارش کی آواز باقی رہ گئی۔

اب بارش تھم رہی تھی۔ کھڑکی کے باہر آسمان دھندلا سا تھا، مگر کمرے میں ایک اور دھند پھیل چکی تھی

جب ہر بار "فون بند ہے" کی آواز آئی، تو اُس نے موبائل ایک جھٹکے سے ایک طرف پھینک دیا۔

سگریٹ جلائی، مگر جلاتے ہی بجھادی۔

کچھ دیر بعد اُس نے موبائل دوبارہ اٹھایا۔ انگلیاں کپکپاتے ہوئے اسکرین پر رکی رہیں...

پھر اُس نے اِرتضاء کا نمبر ڈائل کیا۔

پہلی کال — کوئی جواب نہیں۔ دوسری کال — طویل بیل کے بعد بھی خاموشی۔ پھر تیسرے ٹرائے پر فون ریسیو ہوا۔

کچھ لمحے خاموشی رہی، پھر دوسری طرف ایک سخت مگر تھکی ہوئی آواز گونجی: "ہاں، بولو۔"

شہریار کی سانس بے ترتیب تھی، آواز میں لرزش تھی۔"شادی کر رہے ہو اُس سے، اِرتِضاء حیات؟"

"ہاں۔ کر رہا ہوں۔"اِرتِضاء کا لہجہ سیدھا، مگر تھکا ہوا تھا۔

"یہ جانتے ہوئے بھی... کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے؟"ایک پل کو خاموشی چھا گئی۔

پھر اِرتِضاء کی آواز آئی، بھاری مگر ٹھہری ہوئی:"ہاں، یہ سب جانتے ہوئے بھی۔"

شہریار کی آواز میں بے بسی کی گونج تھی، جیسے وہ خود کو سنبھالنے کی آخری کوشش کر رہا ہو:"مت کرو، اِرتِضاء... ایسا مت کرو۔ وہ مر جائے گی... اور میں بھی... خدا کے لیے، ایسا مت کرو!"

اِرتِضاء کا لہجہ اب سخت ہوتا جا رہا تھا:یہ سب تمہیں اُس وقت سوچنا چاہیے تھا جب تم نے محبت کا اعتراف کیا تھا۔ اُس وقت کیوں نہیں سوچا کہ اُس کے گھر والے کبھی راضی نہیں ہوں گے؟"

شہریار کی آنکھوں کے آگے سب دھندلا گیا۔ دل جیسے دھڑکنا بھول گیا ہو۔ پھر وہ دھیرے سے بولا، کمزور مگر بھرائی ہوئی آواز میں:

"تم ایسے تو نہ تھے، اِرتضاء... تم سنگ دل تو نہ تھے۔"

اِرتضاء کی آواز ٹوٹتے جذبوں سے بھری ہوئی تھی، مگر اُس نے خود کو سنبھالا: "نہ میں کل سنگ دل تھا، نہ میں آج سنگ دل ہوں۔"

ناولز کلب
Club of Quality Content

فون کٹ گیا۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی — وہ خاموشی جو چیخنے لگی ہو۔

شہریار نے ہاتھوں کی مٹھیاں بند کیں، لرزتے ہاتھوں سے سگریٹ نکالی، مگر پھر واپس جیب میں ڈال دی...

جیسے دل کی آگ کو دھواں بننے ہی نہ دینا چاہتا ہو۔

رات گہری ہو چکی تھی، مگر اُس کی آنکھوں میں نیند کا کوئی عکس نہ تھا۔

بارش اب ہلکی ہلکی برس رہی تھی — جیسے آسمان اُس کے اندر جلتی آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہا ہو۔

وہ دیر تک سگریٹ کو انگلیوں میں گھماتا رہا،

ایک کے بعد ایک سانس بھرتا،

اور خالی کمرے میں صرف اُس کے دل ٹوٹنے کی آواز گونجتی رہی۔ پھر اچانک جیسے کوئی فیصلہ اندر سے چیخ کر اُبھرا ہو۔

گاڑی کی چابی اٹھائی، جیکٹ پہنی، اور بارش سے بھیگتی سڑکوں پر گاڑی نکال دی۔ منزل واضح تھی —

جب وہ پہنچا تو گیٹ کھلا تھا، شاید مہمان آئے ہوئے تھے۔ قدم اندر رکھے تو لان میں موجود لوگ ایک پل کو رُک گئے۔

شاہسوار سامنے کھڑا تھا، اور اُس کے پیچھے اِرتضاء اور سفیان موجود تھے۔

شہریار کے اچانک داخلے پر سب کی نگاہیں جم گئیں۔

شاہسوار نے سنجیدگی سے پوچھا،"شہریار شاہ، اس وقت؟ خیریت ؟"

شہریار نے نظریں ارتضاء سے ملانے کی کوشش کی لیکن ارتضانے نظریں چرا لی

شہریار نے نرمی سے کہا،

انکل مجھے اپ سے بات کرنی ہے

اندر آؤ، شیریار شاہ..."

وہ سب لاؤنج میں آکر بیٹھے۔ ماحول میں ایک عجیب سی کشیدگی پھیلی ہوئی تھی۔ شاہسوار، اِرتِضاء، اور سفیان تینوں موجود تھے۔

انکل مجھے نہیں پتہ کہ میری بات پر آپ کا کیاری ایکشن ہو گا۔ لیکن انکل خدارا شفق کے ساتھ زبردستی نہ کریں میں اور وہ ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو؟"سفیان نے دانت بھینچ کر کہا:

میں بکواس نہیں کر رہا میں تمہاری بہن کو پسند کرتا ہوں۔

یہ کہنا تھا کہ سفیان اپنی جگہ سے اٹھا اور اس کا گریبان پکڑ لیا تم ہوتے کون ہو میری بہن کا بار بار نام لینے والے

میں محبت کرتا ہوں تمہاری بہن سے۔

بھاڑ میں گئی ایسی محبت سفیان کا چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔اس کی آنکھوں میں جلتی ہوئی نفرت صاف دکھائی دے رہی تھی۔شہریار کے الفاظ گویا اُس کے صبر کے آخری دھاگے کو توڑ چکے تھے۔

"میں تمہاری بہن کو پسند کرتا ہوں..." یہ جملہ سفیان کے لیے ناقابلِ برداشت تھا۔

اچانک، بغیر کسی وارننگ کے، سفیان نے پوری قوت سے شہریار کا گریبان پکڑا اور اُسے گھسیٹ کر سامنے کھڑا کیا۔

"تم ہوتے کون ہو میری بہن کا بار بار نام لینے والے ؟"اُس کی آواز میں زہر گھلا ہوا تھا۔

شہریار نے خود کو چھڑانے کی کوشش نہیں کی، صرف ضبط سے جواب دیا،" کیوں برداشت نہیں ہو رہا؟ سچ تو یہی ہے۔ میں اس سے محبت کرتا ہوں، اور وہ بھی..."

"چپ کر جاو !"سفیان دھاڑا، اور اسی لمحے اُس نے شہریار کے چہرے پر ایک زوردار مکا دے مارا۔

شہریار لڑکھڑا گیا، ہونٹ سے خون رسنے لگا، مگر وہ خاموش رہا۔ اُس نے صرف اتنا کہا:"مار لو جتنا مارنا ہے، لیکن میں اپنے جذبات سے انکار نہیں کر سکتا۔"

یہ سننا تھا کہ سفیان اور زیادہ بھڑک گیا۔"زبان بند رکھ ! میری بہن کا نام لینے سے پہلے اپنی اوقات دیکھ !"

پھر وہ پے در پے شہریار پر مکے برسانے لگا—ایک اس کے جبڑے پر، دوسرا سینے پر، تیسرا پیٹ میں۔ شہریار سنبھلنے کی کوشش کرتا، مگر ہر وار پہلے سے زیادہ شدید ہوتا۔ اُس کا منہ، ناک، اور پیشانی اب واضح طور پر زخمی ہو چکی تھی۔

شور شرابے کی آوازوں نے پورے گھر کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

آمنہ بیگم، شفق اور جنت گھبراہٹ کے عالم میں کمرے سے نکل کر فوراً لانچ میں آئیں۔ "یا اللہ خیر!" آمنہ بیگم کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔

شفق کی نگاہ جیسے ہی شہریار کے زخمی، خون آلود چہرے پر پڑی، اُس کا دل دھک سے رہ گیا۔ "شہریار!" وہ چیختی ہوئی دوڑ کر اس کے قریب گئی، گھٹنوں کے بل اُس کے سامنے بیٹھ گئی۔ یہ کس نے کیا...؟" شفق کی آنکھوں سے آنسو جھلکنے لگے۔

مگر شفق کی بات ابھی مکمل بھی نہ ہو پائی تھی کہ سفیان نے غصے میں اُس کو بازو زور سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے پیچھے کھینچا۔

"دور ہو جاؤ اس کے پاس سے!" سفیان غرایا، اور پھر بغیر کسی لحاظ کے، شہریار کے پیٹ پر ایک زوردار لات ماری۔

شہریار کراہتے ہوئے نیچے جھک گیا، سانسیں رکنے لگیں۔

شفق کی آنکھیں خوف اور دکھ سے پُر تھیں۔ اُس نے سفیان کا بازو پکڑ کر چیختے ہوئے کہا: "بھائی! کیا کر رہے ہیں آپ؟ ہوش میں آئیں!"

مگر اگلے ہی لمحے، سفیان کا ہاتھ اوپر اٹھا اور ایک زوردار تھپڑ شفق کے گال پر پڑا۔ چٹاخ! کی آواز کے ساتھ شفق کا چہرہ ایک طرف کو جھک گیا، اور اُس کے آنسو جھڑ پڑے۔

جنت اور امنہ بیگم ششدر رہ گئیں۔ "سفیان! یہ کیا کر رہے ہو تم؟" جنت نے آگے بڑھ کر شفق کو سنبھالنے کی کوشش کی۔

اِرتضاء کو جیسے کرنٹ لگا ہو۔ اُس کا پورا وجود تڑپ اٹھا، وہ شفق کی طرف بڑھنے ہی والا تھا کہ...

شہریار اچانک، زخمی حالت کے باوجود، اپنی جگہ سے بجلی کی سی تیزی سے اٹھا۔"بس بہت ہو گیا!"اُس کی آواز میں گرج تھی، آنکھوں میں بھڑکتی ہوئی چنگاریاں۔

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی شفق پر ہاتھ اٹھانے کی؟"وہ دھاڑتا ہوا سفیان کی طرف لپکا۔اب وہ خاموش شہریار نہیں تھا،اب وہ ایک مرد تھا جو اپنے جذبات،اپنی محبت،اور ایک لڑکی کی عزت کی حفاظت کے لیے کھڑا تھا۔

شہریار نے سفیان کو پکڑ کر ایک زوردار گھونسا اُس کے منہ پر دے مارا۔

سفیان پیچھے کی طرف لڑکھڑا گیا،دیوار سے جا ٹکرایا۔

ایک کے بعد ایک گھونسا،دو زوردار لاتیں—شہریار کی خاموشی اب اُس کے ہاتھوں میں شور بن چکی تھی۔

سفیان کا منہ سوج گیا، ہونٹ پھٹ چکے تھے، وہ پیچھے ہٹا، پر شہریار نے اُسے پھر سے پکڑا اور نیچے زمین پر گرا دیا۔

بس کرو تم دونوں!"

شاہسوار حیات کی گرج دار آواز پورے لانچ میں گونجی۔ "سفیان! چھوڑو اُس کا گریبان!"

اس بار ان کے لہجے میں وہ سختی تھی۔ سفیان کی انگلیاں، جو شہریار کے گریبان میں گڑی تھیں، لمحہ بھر کو لرز گئیں۔

"میں کیا کہہ رہا ہوں، سمجھ نہیں آ رہی تمہیں؟ چھوڑو اُسے، سفیان!" شاہسوار کی آنکھوں میں ایسا جلال تھا کہ سفیان نے دانت بھینچے، سانسوں کو قابو میں لاتے ہوئے شہریار کا گریبان چھوڑ دیا، جیسے کسی نے زبردستی مٹھی کھول دی ہو۔

شہریار کے کپڑے بکھرے ہوئے تھے، ہونٹ پر خون کی ہلکی لکیر، آنکھوں میں چپ، اور سینے میں ہلکی سی سانسوں کی بے ترتیبی۔ وہ ایک لمحے کے لیے اپنی جگہ رکا رہا، پھر اُس

نے آہستگی سے اپنا رخ موڑا—اور سیدھا شفق کی طرف بڑھا، جو کانپتے ہاتھوں اور نم آنکھوں کے ساتھ ایک کونے میں کھڑی تھی۔

شفق نے اُسے آتے دیکھا تو ایک لمحے کو پلکیں جھپکنا بھول گئی۔ وہ اُس کے قریب آیا، چند قدم کے فاصلے پر رکا—

"تم ٹھیک ہو؟"

شفق کی آنکھوں سے بے آواز آنسو بہہ رہے تھے مگر اس نے صرف سر ہلا دیا۔

سفیان اپنی جگہ سے جھٹکے سے پلٹا اور تیزی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ زور سے بند ہوا۔

ناول کلب
Club of Quality Content

اندر جاتے ہی اُس نے الماری کا دراز کھولا—ہاتھ لرز رہے تھے، مگر آنکھوں میں آگ تھی۔ اُس نے جلدی سے دراز سے پستول نکالا، میگزین چیک کیا، اور غصے میں دانت بھینچ کر گن کو لوڈ کیا۔

اس نے دروازہ کھولا، قدموں میں نفرت کی گونج، اور چہرے پر ایسا جنون جیسے ہوش مکمل ساتھ چھوڑ چکا ہو۔

لانچ میں سب لوگ ابھی شہریار اور شفق کے بیچ کی کیفیت کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے کہ...

ٹھا! ایک گولی کی آواز گونجی۔ سب چونکئے۔

ٹھا ٹھا!"

دوسری اور تیسری فائر کی آواز نے جیسے لمحے کو ساکت کر دیا۔ شہریار کو کچھ سمجھنے کا موقع ہی نہ ملا—اس کی پشت پر تین فائر لگے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ایک لمحے کو جھٹکا کھا کر سیدھا شفق کے سامنے آیا—اور جیسے ہی اُس کی آنکھیں اُس سے ملیں، اُس کے گھٹنے ٹوٹے... اور وہ سیدھا شفق کے قدموں میں گر گیا۔

"شہریار!" شفق کی چیخ فضا چیر گئی۔

آمنہ بیگم کا ہاتھ منہ پر چلا گیا، آنکھیں پھیل گئیں۔

شاہسوار نے چونک کر پیچھے دیکھا—اور سامنے سفیان گن تھامے، نظریں خالی لیے... ایسے کھڑا تھا جیسے خود کو بھی یقین نہ ہو کہ اُس نے کیا کر دیا۔ "سفیان!" شاہسوار کی دھاڑ گونجی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

مگر سفیان جیسے سن ہی نہ پایا ہو۔

اِرتضاء اور جنت بھاگتے ہوئے شہریار کی طرف لپکے۔

"شہریار! آنکھیں کھولو یار... کیا کر دیا اس نے..." اِرتضاء نے زمین پر گرتے ہوئے شہریار کے سر کو اپنے گود میں رکھا۔

شفق زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھی، ہاتھوں سے شہریار کے خون آلود جسم کو چھونے کی کوشش کی۔

"نہیں... شہریار... پلیز... آنکھیں کھولیں""یہ سب میری وجہ سے ہوا..."اُس کی آواز ٹوٹتی ہوئی تھی۔

خون، آنسو، اور چیخیں — سب فضا میں ایک ساتھ گونجنے لگے۔ شہریار کی آنکھیں آدھی کھلی تھیں، اور اُن میں زندگی کی لو مدھم پڑ رہی تھی۔ لبوں پر خون تھا، مگر ایک دھیمی سی مسکراہٹ تھی — جیسے وہ شفق کو آخری بار دیکھ کر مطمئن ہو رہا ہو۔

"ش...شف...ق..."اُس کے لبوں سے ٹوٹے ٹوٹے الفاظ نکلے۔

شفق نے اس کے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا، آنسو مسلسل اس کے خون آلود چہرے پر گرنے لگے۔

"نہیں... نہیں شہریار! ایسا مت کریں... کچھ مت کہیں... آپ کو کچھ نہیں ہو گا، میں ہوں نا، میں ہوں!" شفق کی آواز لرز رہی تھی، اور اُس کی سانسیں بے ترتیب تھیں۔

اِرتضاء نے شہریار کو سہارا دیا۔ "خون بہت بہہ رہا ہے!" اُس کی آواز میں گھبراہٹ صاف محسوس ہو رہی تھی۔

آمنہ بیگم دیوار کا سہارا لے کر کھڑی تھیں، جیسے اُن کی ہڈیاں جواب دے چکی ہوں۔ شاہسوار کا چہرہ سرخ تھا، وہ سفیان کی طرف پلٹے۔

"سفیان!! کیا کر دیا تُم نے!" اُن کی آواز میں لرزتی ہوئی سختی تھی

سفیان چند لمحے وہیں کھڑا رہا، جیسے اُس کے جسم نے حرکت کرنا چھوڑ دی ہو۔ ہاتھ سے پستول چھوٹا اور زمین پر گرا—وہ دھات کی ٹھنڈی آواز گونجی، جیسے کسی خواب کے ٹوٹنے کی گونج ہو۔

"میں نے... میں نے بس... وہ میری بہن... اُس نے..." وہ بڑبڑانے لگا، لیکن آواز میں اب وہ طاقت نہ تھی جو گولی چلانے میں تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شہریار کا جسم تھرک رہا تھا—خون قمیص میں جذب ہو کر زمین پر پھیلتا جا رہا تھا۔ اُس کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں، ایک ایک سانس جیسے پہاڑ بن چکی تھی۔

شفق اُس کے پر جھکی، اس کے چہرے کو بار بار چھو رہی تھی،

"نہیں... آپ کو کچھ نہیں ہو گا آپ کو... مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔اپ صرف آنکھیں کھولے

شہریار نے ایک بار ہلکا سا سر ہلایا۔ شفق کو دیکھا..."اور پھر...اُس کی آنکھیں بند ہو گئیں۔

"شہریار؟" شفق کی آواز رُک گئی۔ "شہریار!"

@@@@@@@

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ایمرجنسی آپریشن تھیٹر کے باہر رات کی خاموشی ہر گزرتے لمحے کے ساتھ بوجھل ہوتی جا رہی تھی۔ گھڑی کی سوئیاں جیسے رک گئی ہوں۔

اِرتضاء ایک لمحے کو بھی خاموش نہ بیٹھ سکا، وہ مسلسل دروازے کی طرف دیکھتا، اور پھر بے اختیار دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیتا۔

شفق کرسی پر بے جان سی بیٹھی تھی، اس کے ہاتھوں پر اب بھی شہریار کا خون لگا ہوا تھا۔ ہر تھوڑی دیر بعد وہ کھڑے ہو کر آپریشن تھیٹر کی طرف دیکھتی، جیسے خود کو یقین دلانا چاہتی ہو کہ وہ زندہ ہے... وہ سانس لے رہا ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

دو گھنٹے گزرنے کے بعد آخر کار دروازہ کھلا۔ ایک درمیانی عمر کا ڈاکٹر باہر آیا، چہرے پر تھکن اور آنکھوں میں سنجیدگی۔

پیشنٹ کے ساتھ کون ہے

اِرتضاء اور شفق فوراً کھڑے ہو گئے۔ "ڈاکٹر... کیسے ہے وہ؟" شفق کی آواز کانپ رہی تھی۔

ڈاکٹر نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا:

"گولیاں اُس کی کمر کے نچلے حصے سے نکال لی گئی ہیں، کافی خون بہہ چکا تھا مگر...

آپریشن کامیاب رہا ہے۔ ابھی وہ بے ہوش ہے، مگر خطرے سے باہر ہے۔"

شفق نے بے اختیار آنکھیں بند کی اور شکر ادا کیا۔

اِرتِضاء نے بھی سکون کا سانس لیا، "ڈاکٹر، کیا ہم اُسے دیکھ سکتے ہیں؟"

"فی الحال نہیں... وہ ہوش میں آجائے تو آپ کو اطلاع دے دی جائے گی۔"

تقریباً آدھے گھنٹے بعد، ایک نرس اچانک بھاگتی ہوئی باہر آئی۔ "ڈاکٹر صاحب! جلدی آئیں... پیشنٹ کو سانس نہیں آ رہی!"

ڈاکٹر کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا۔ "کیا؟ فوراً آکسیجن لیول چیک کرو!" ڈاکٹر تیزی سے اندر داخل ہوا، پیچھے سے نرسز آکسیجن سلنڈر اور میڈیکل کٹس کے ساتھ لپکیں۔

شفق جیسے دوبارہ بے جان ہو گئی۔

ارتضاء بھائی یہ... یہ کیا کہہ رہی تھی نرس؟ سانس نہیں آ رہی؟ مگر ابھی تو ڈاکٹر نے کہا کہ وہ خطرے سے باہر ہے

اِرتِضاء نے شفق کا ہاتھ مضبوطی سے تھاما۔ "حوصلہ رکھو شفق، شہریار کو کچھ نہی ہو گا۔

شفق کی آنکھیں دروازے پر جم گئیں تھیں، جہاں ابھی کچھ دیر پہلے اُمید نے جھانکا تھا، اور اب موت کی پرچھائیاں پھر سے منڈلا رہی تھیں۔ آپریشن کے بعد کا ماحول کچھ دیر پہلے تک پُر امید تھا۔ شفق اور اِرتِضاء ایک دوسرے کی آنکھوں میں تسلی ڈھونڈ رہے تھے۔

ڈاکٹر کی طرف سے جب یہ کہا گیا کہ شہریار شاہ خطرے سے باہر ہے، تو شفق کے چہرے پر پہلی بار سکون سا نظر آیا تھا۔ اُس نے ایک پر سکون سانس لی تھی جیسے برسوں سے رکی ہوئی ہو۔ لیکن اچانک... امید کے اس لمحے پر ایک بار پھر اندھیرے کا سایہ چھا گیا۔ دروازے کے اُس پار ایک بار پھر موت و زندگی کی کشمکش شروع ہو چکی تھی۔

شفق دیوار کا سہارا لے کر کھڑی رہی، مگر اس کے وجود میں کپکپی تھی۔ اُس کی آنکھوں کے سامنے شہریار کا خون میں لت پت جسم، اُس کے زخم، وہ لمحہ جب وہ اس کے قدموں میں گرا تھا—سب کچھ تازہ تھا۔

"نہیں... نہیں، وہ نہیں جا سکتا..." اُس کے لبوں پر بے ساختہ نکلا، آنکھوں سے بے قابو آنسو بہہ نکلے۔

اِرتضاء نے شفق کو سنبھالا، اُس کے آنسو پونچھتے ہوئے بولا، "وہ بہادر ہے... اُسے کچھ نہیں ہو گا۔"

مگر اِرتضاء کے اپنے چہرے سے بھی خوف جھلکنے لگا تھا۔

چند منٹوں بعد، اندر سے ڈاکٹر کی آواز سنائی دی: "آکسیجن لیول 40 پر جا رہا ہے! جلدی، سٹرائیڈ زدو، ماسک فکس کرو!"

ڈاکٹر مسلسل شہریار کو وینٹی لیٹر پر ڈالنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شفق کے قدم لڑکھڑائے، وہ زمین پر بیٹھ گئی۔ "یا اللہ... میں نے کبھی آپ سے کچھ نہیں مانگا... لیکن آج میں آپ سے شہریار کی زندگی مانگتی ہوں..."

وہ سجدے میں چلی گئی، ہچکیوں سے اُس کی آواز بند ہو چکی تھی۔

ہر گزرتے لمحے میں اضطراب بڑھ رہا تھا... اور پھر... آپریشن تھیٹر کا دروازہ آہستہ سے کھلا۔

ڈاکٹر آہستہ قدموں سے باہر نکلا، اُس کا چہرہ خاموش، آنکھیں نیچی، اور پیشانی پر پسینے کے قطرے۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

ارتضاء فوراً اپنی جگہ سے اٹھا، اُمید اور خوف کے درمیان معلق۔ شفق بھی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی، دل کی دھڑکنیں بے قابو ہو چکی تھیں۔

ڈاکٹر نے آہستہ سے ارتضاء کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ چند لمحوں کی خاموشی رہی... پھر ڈاکٹر نے دھیرے سے سر جھکاتے ہوئے کہا:

".I'm sorry… he is no more"

یہ سنتے ہی ارتضاء ایک لمحے کو پتھر کا مجسمہ بن گیا۔ اُسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔

"نہیں…" شفق کے لبوں سے بس ایک لفظ نکلا، جیسے کسی نے اُس کے سینے میں چاقو گھونپ دیا ہو۔

اُس کے قدم لڑکھڑائے، وہ ارتضاء کا بازو تھامنے کی کوشش میں زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ "نہیں۔۔۔یہ جھوٹ ہے۔۔۔شہریار۔۔۔وہ۔۔۔وہ نہیں جاسکتے۔۔۔وہ تو ٹھیک ہو رہے تھے۔۔"اُس کی آواز ہچکیوں میں ڈوب گئی، آنسوؤں کی بارش، دل کی چیخ، اور روح کی ٹوٹتی آواز باہر راہداری میں گونجنے لگی۔

ڈاکٹر نے بس اتنا کہا، "ہم نے پوری کوشش کی۔۔۔ لیکن ان کا خون بہت زیادہ بہہ گیا تھا جس کی وجہ سے ہم بچا نہیں سکے

شفق زمین پر بیٹھی، اُس لمحے ہوش و حواس سے بیگانہ، بس اپنے ہاتھوں کی لکیروں کو دیکھتی رہی۔ "یہ وہی ہاتھ ہیں نا... جن کے قدموں میں وہ گرا تھا...؟"

اُس کا دل تڑپ رہا تھا، آواز بند، الفاظ گم۔ ارتضاء نے اُسے سنبھالا، مگر وہ ٹوٹ چکی تھی... واقعی ٹوٹ چکی تھی۔

"شہریار چلا گیا تھا... شفق کی دنیا سے، سب کی دنیا سے۔"

@@@@@@@@@

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

صبح کی اذان کی آواز مدھم مدھم پورے شہر میں پھیل چکی تھی۔ فضا پر گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ ہواؤں میں جیسے کوئی اداسی گھل گئی ہو۔ پرندے خاموش تھے، سڑکیں سنسان، اور وقت جیسے چند لمحوں کے لیے ٹھہر گیا ہو۔

ایک سفید رنگ کی ایمبولینس آہستہ آہستہ شہریار شاہ کے گھر کے سامنے آکر رکی۔ دروازہ کھلا۔ ارتضاء، اور دو دوسرے لوگ ایمبولینس سے شہریار کا سفید کفن میں لپٹا وجود بڑی احتیاط سے اتارنے لگے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

شریار کی وہ آنکھیں، جو ہمیشہ زندگی سے بھرپور ہوتی تھیں... آج ہمیشہ کے لیے بند تھیں۔ گھر کے در و دیوار جیسے سسکنے لگے ہوں۔

مسرت بیگم، جو فجر کی اذان کے بعد تسبیح لیے جائے نماز پر بیٹھی تھیں، جیسے ہی باہر سے ایمبولینس کی آواز سنی، تیزی سے اُٹھیں۔ دل میں انجانا سا وہم اٹھا، قدموں میں لرزش آ گئی۔

مسرت بیگم نے دروازہ کھولا پھر اُن کی نظر ایمبولینس سے اتارے گئے سفید کفن میں لپٹے وجود پر پڑی۔ دل جیسے کسی نے مٹھی میں لے لیا ہو۔

یہ کون ہے ارتضاء مسرت نے شیرہار کے چہرے سے چادر ہٹائ وہ بس اتنا کہہ پائیں، پھر آواز گلے میں اٹک گئی۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔چادر ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ چیخ مار کر وہیں زمین پر گر پڑیں۔

"نہیں... نہیں... میرا بیٹا... نہیں...یہ جھوٹ ہے... کوئی کہے یہ خواب ہے!"

جنت فوراًان کے پاس لپکیں،انہیں سنبھالنے لگیں۔

" شفق تھمی سانسوں اور نم آنکھوں کے ساتھ دروازے کے پاس کھڑی تھی۔اُس کے ہونٹ کانپ رہے تھے، مگر وہ خاموش تھی۔اُس کی آنکھوں سے آنسو بہتے جارہے تھے، لیکن وہ چیخ نہیں سکتی تھی... وہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتی تھی۔

شہریار کے جنازے کو لاونج میں رکھا گیا۔ گھر کے ایک کونے میں تلاوتِ قرآن شروع ہوچکی تھی۔ فضامیں رنج اور سوگ جیسے ہر سانس میں گھل چکے تھے۔ سورج

نصف النہار پر آچکا تھا۔ زمین پر دھوپ تھی، مگر آسمان پر جیسے کوئی سیاہ سایہ چھایا ہوا ہو۔

قبرستان میں مکمل خاموشی تھی، صرف اذانِ ظہر کے بعد کی ہلکی ہلکی تلاوت کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ قبریں خاموش تھیں، جیسے ہر ایک نے اپنے سینے میں ایک کہانی دفن کر رکھی ہو۔ مگر آج ایک نئی کہانی لکھی جا رہی تھی—شہریار شاہ بخاری کی آخری کہانی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جنازہ کندھوں پر تھا۔ سفید کپڑوں میں لپٹا ہوا، بالکل ساکت۔ اس کے ساتھ چلتے ارتضاء کے قدم بھاری ہو چکے تھے۔ وہ بار بار شہریار کی پیشانی پر نظر ڈال رہا تھا، جیسے دل ماننے کو تیار نہ ہو کہ جو ساتھ چلتا تھا، ہنستا تھا، اب واپس نہیں آئے گا۔

قبر تیار تھی—نئی کھودی گئی مٹی کی خوشبو آج عجیب سی تھی... کچھ بے وفائی کی، کچھ بچھڑنے کی، کچھ سوالوں کی۔

پرویز شاہ بخاری—وہ شخص جو ہمیشہ باوقار، مضبوط اور خاموش مزاج رہا تھا، آج جیسے پتھر بن چکا تھا۔ آنکھیں خشک تھیں، لیکن اندر کی دنیا جیسے ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی۔ اُنہوں نے خود آگے بڑھ کر اپنے بیٹے کی کفن میں لپٹی میت کو قبر کے دہانے تک پہنچایا۔

پہلا قدم اندر رکھا۔ "آہستہ، ہاں... تھامو..." اُنہوں نے خود اپنے ہاتھوں سے اپنے جگر کے ٹکڑے کو تھاما۔

ارتضاء نے بھی اندر قدم رکھا۔ پھر ان دونوں نے دھیرے دھیرے شہریار کے وجود کو اُس کی قبر میں اتارا۔ کفن کے کنارے سنبھالتے وقت ارتضاء کے ہاتھ کانپ رہے تھے، مگر اس نے خود کو مضبوط رکھا۔

پرویز شاہ نے ایک آخری بار شہریار کے چہرے پر نظر ڈالی۔ وہ چہرہ جو بچپن میں اُن کے ہاتھوں پر لیٹ کر سوتا تھا،

جو کالج کے دنوں میں ضد کرتا تھا، جو ہر نماز کے بعد دعاؤں میں شامل ہوتا تھا... وہ آج خاموش تھا۔ سکون میں تھا۔

مگر اس سکون نے پرویز شاہ کے اندر ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔

ارتضا نے ایک آخری نظر شہریار کے چہرے پر ڈالی ارتضاء حیات کو بے ساختہ اپنی اور شہریار شاہ کی گفتگو یاد آئی

شادی کر رہے ہو اُس سے، اِرتِضاء حیات؟"

"ہاں۔ کر رہا ہوں۔"

"یہ جانتے ہوئے بھی... کہ وہ کسی اور کو پسند کرتی ہے؟"

"ہاں، یہ سب جانتے ہوئے بھی۔"

"مت کرو، اِرتِضاء... ایسا مت کرو۔ وہ مر جائے گی... اور میں بھی... خدا کے لیے، ایسا مت کرو!" اسے مجھ سے مت چھینو

شہریار شاہ بخاری نے کہا تھا کہ وہ مر جائے گا شفق حیات کے بغیر اور آج... وہ اپنی بات سچ کر گیا تھا۔ وہ مر چکا تھا... اور اب، سپردِ خاک ہو رہا تھا— ہمیشہ کے لیے۔

پھر ارتضاء اور پرویز نے کفن کو سیدھا کیا، اور باہر والوں کو اشارہ کیا۔ مٹی ڈالنے کا وقت آچکا تھا۔

پہلی مٹھی مٹی پرویز شاہ نے اپنے ہاتھ سے ڈالی—وہ ہاتھ جس نے کبھی شہریار کو چلنا سکھایا تجس، آج وہی ہاتھ اُسے زمین کی آغوش میں سُناٹا دینے جا رہے تھے۔

ارتضاء نے اگلی مٹھی ڈالی۔ ہر ذرہ مٹی کے ساتھ ایک یاد دفن ہو رہی تھی، ایک رشتہ مٹی ہو رہا تھا۔

دھیرے دھیرے قبر بھر گئی۔ فاتحہ خوانی مکمل ہوئی۔ لوگ واپس جانے لگے۔ لیکن پرویز شاہ بخاری دیر تک قبر کے پاس کھڑے رہے۔ خاموشی سے، جیسے زمین سے مخاطب ہوں—جیسے اُن کی ساری زندگی اب اُسی مٹی کے نیچے دفن ہو چکی ہو۔

شہریار شاہ بخاری—سپردِ خاک ہو چکے تھے،

"بس... اتنی سی بات تھی، لمحوں کا کھیل تھا اور سب کچھ بدل گیا۔

چند گھنٹے پہلے جو شخص زندگی کی سانسیں لے رہا تھا،

اب وہ خاموش تھا...

خود میں سمٹا ہوا،

پتھر کی مانند ساکت،

اور دنیا سے رخصت۔

شہریار شاہ بخاری...

وہ جو کبھی مسکراہٹ بانٹا کرتا تھا،

آج خود ایک خاموش آنسو بن کر رہ گیا۔

زندگی ہار گئی...

اور موت، جیت گئی۔

بس... لمحوں کی بات تھی...

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اور شہریار شاہ بخاری...

ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔"

@@@@@

رات اپنے پورے سناٹے کے ساتھ ہر کونے میں اتر چکی تھی۔ گھر کی فضا میں ایک عجیب سا سُناٹا تھا،

ارتِضاء دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اس کے قدم بھاری تھے، بغیر سوچے، بغیر کچھ چاہے، اُس کے قدم خود بخود شَفَق کے کمرے کی طرف مڑ گئے۔ دروازہ کھلا تھا۔ اندر ہلکی پیلی روشنی جل رہی تھی۔ کمرے میں ایک خاموش ساماتم برپا تھا۔

جنّت ایک کونے میں بیٹھی تھیں۔ اُن کی گود میں شَفَق نے سر رکھا تھا۔ شَفَق کی آنکھیں بند تھیں، مگر آنسو بہہ رہے تھے۔ بغیر آواز کے، اِرتِضاء دروازے پر رُکا، پھر آہستگی سے دستک دی۔

شَفَق نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں... اُس کی نگاہیں سیدھی اِرتِضاء سے ٹکرائیں۔

چند لمحے، خاموشی میں قید ہو گئے۔ پھر شَفَق نے فوراً جنت کی گود سے سر اٹھایا، اور تیزی سے اُٹھ کر اُس کے قریب آئی۔ وہ ایک دم اُس کا گریبان پکڑ کر چیخ پڑی— "آ گئے آپ؟"

اِرتِضاء نے سر جھکا لیا۔ کچھ کہنے کو الفاظ ہی نہیں تھے۔

شَفَق کی آواز لرزتی ہوئی اب مزید بلند ہو گئی۔ "دفنا آئے اُسے؟ دفنا آئے شہریار کو؟"

اِرتِضاء نے بس آہستہ سے اثبات میں سر ہلایا۔

شَفَق کی سانس اکھڑنے لگی۔ اس کی انکھوں سے آنسو اور زوروں کا تار بہنے لگے "وہ تو آپ کا دوست تھا نا؟

تو پھر آپ اُسے کیسے اکیلے چھوڑ آئے؟ کیسے...؟

اِرتِضاء نے ایک قدم آگے بڑھایا۔ اُس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ شَفَق کے ہاتھوں کو اپنے گریبان سے آہستہ سے ہٹایا اور اُسے نرمی سے اپنے سینے سے لگایا۔

شَفَق اُس کے سینے سے لگتے ہی پوری طرح ٹوٹ چکی تھی۔ "وہ چلا گیا، اِرتِضاء بھائی... وہ چلا گیا...

وہ واپس نہیں آئے گا؟" وہ کہتا تھا کہ میں تمہیں کبھی اکیلا نہیں چھوڑوں گا لیکن آج اس نے مجھے اکیلا چھوڑ دیا

شفق کی آواز بچوں جیسی ہو گئی تھی، کمزور، خالی۔

اِرتِضاء نے ہونٹ بھینچے، آنکھیں بند کر لیں۔

شَفَق اس کے سینے سے لگی سسکیاں لیتی رہی، اُس کے الفاظ بے ترتیب ہوتے گئے، "میں نے اُسے آخری بار ٹھیک سے دیکھا بھی نہیں... میں نے اُس سے معافی بھی نہیں مانگی... یہ سب میری وجہ سے ہوا وہ میری وجہ سے اس دنیا سے چلا گیا

نولز کلب
Clubb of Quality Content

ارتضاء کچھ نہیں بولا شَفَق نے ارتضاء کے سینے سے سر ہٹایا، اُس کی آنکھیں لال تھیں۔ اِرتِضاء نے کچھ کہنا چاہتا تھا، مگر زبان نے ساتھ نہ دیا کمرے میں مکمل خاموشی چھا گئی۔ دیوار پر گھڑی کی سوئیاں آگے بڑھ رہی تھیں، لیکن اِس کمرے میں وقت تھم چکا تھا۔

@#@@@@@@@#

دو دن بعد جمعرات—شہریار شاہ کی وفات کا تیسرا دن

صبح کی روشنی کمرے کے پردوں سے چھن کر اندر آرہی تھی، مگر گھر کی فضا پر سوگ کا گہرا سایہ اب بھی چھایا ہوا تھا۔ تین دن گزر چکے تھے... تین دن، مگر ایسا لگ رہا تھا جیسے صدی بیت چکی ہو۔

آج شہریار شاہ کی وفات کا تیسرا دن تھا۔ اُس کے جانے کے بعد جیسے ہر شخص خاموش ہو گیا تھا—خاص کر شَفَق، جو اب بھی اپنے کمرے میں بند تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

سفیان تین دن سے غائب تھا۔ شہریار کو گولی لگنے کے فوراً بعد سفیان موقع سے فرار ہو گیا تھا۔ نہ وہ ہسپتال پہنچا، نہ جنازے میں شریک ہوا، نہ کسی نے اُس کی آواز سنی۔ بس... جیسے زمین نگل گئی ہو یا آسمان نے چھپا لیا ہو۔

پولیس مسلسل اُسے تلاش کر رہی تھی — شہر کے داخلی و خارجی راستے، ہوٹلز، دوستوں کے گھر، یہاں تک کہ موبائل لوکیشن بھی چیک کی جا چکی تھی... مگر کوئی نشان نہیں ملا۔ محلے والوں کے بیانات بھی لیے گئے تھے، سب ایک جیسے تھے: مگر بے سود اس کا کوئی نام و نشان نہ تھا

ناشتے کی میز پر صرف دو لوگ موجود تھے — آمنہ اور شاہسوار۔ وہی میز، جس پر کبھی قہقہے گونجتے تھے، چائے کے کپ کے ساتھ ساتھ باتیں بھی چلتی تھیں، آج سنّاٹے میں ڈوبی ہوئی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آمنہ نے خاموشی سے چائے کا کپ اٹھایا، مگر پی نہ سکیں۔ نظر بار بار خالی کرسیوں پر جا ٹھہرتی۔ شاہسوار اخبار ہاتھ میں لیے بیٹھے تھے، مگر نگاہ کہیں اور تھی۔ کمرے میں وہ آوازیں نہیں تھیں جو کبھی اس گھر کا حصہ ہوا کرتی تھیں۔

جنت شَفَق کا ناشتہ اُس کے کمرے میں لے گئی تھی

اور اِرتِضاء... وہ ابھی دروازے سے باہر نکلنے ہی والا تھا کہ آمنہ کی آواز نے اُسے روک لیا۔ "بیٹا، ناشتہ نہیں کرو گے؟"

اِرتِضاء نے پلٹ کر اُن کی طرف دیکھا۔ چہرے پر تھکن اور آنکھوں سے بوجھ صاف جھلک رہا تھا۔

"نہیں امی، بھوک نہیں ہے۔"

اب کی بار شاہسوار نے اخبار میز پر رکھ دیا۔ چہرہ سخت تھا، مگر آواز میں ضبط چھپا ہوا تھا۔ "سفیان کا... کچھ پتا چلا؟"

اِرتِضاء کے قدم دروازے پر رک گئے۔ پلٹ کر دیکھا،اور آواز میں وہ تلخی تھی جو تین دن سے اندر جمع ہو رہی تھی۔

"نہیں بابا... آپ کے قاتل بیٹے کا کچھ پتا نہیں چلا۔"میز پر سناٹا چھا گیا۔ آمنہ نے جیسے سانس روکی،شاہسوار نے نگاہیں جھکالیں۔

اِرتِضاء نے کوئی اور بات نہیں کی،دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔

اور وہ میز... جس پر کبھی پورا خاندان اکٹھا ہوتا تھا، آج اس آج میز پر صرف دو افراد تھے۔

Clubb of Quality Content!

@@@@@@@@@

جمعرات... شام کے پانچ بجے۔

کمرے کے دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔ "آجاؤ۔" آواز اندر سے آئی، مدھم سی، شَفَق نے دروازہ کھولا۔

کمرے میں اندھیرا تھا... اور ہر طرف سگریٹ کی تیز بُو پھیلی ہوئی تھی۔

اِرتِضاء بیڈ پر نیم دراز تھا، آنکھیں چھت پر... اور دل شاید کہیں اور۔

جیسے ہی شَفَق اندر داخل ہوئی، اُس نے ایک کونے میں کھڑے ہو کر لائٹ آن کی... اور فوراً کھانستی ہوئی پیچھے ہٹ گئی۔

"شَفَق؟ تم یہاں؟" اِرتِضاء جھٹ سے اٹھ بیٹھا، اور جلدی سے کمرے کی کھڑکیاں کھولنے لگا۔

"آپ نے سگریٹ پی ہے؟" شَفَق کی آواز میں حیرت تھی، "آپ پہلے تو نہیں پیتے تھے۔"

اِرتِضاء نے نظریں جھکا لیں۔ کچھ لمحے یوں ہی خاموشی میں گزر گئے۔ وہ دروازے کے قریب کھڑا تھا، اور شَفَق کھڑکی کے پاس۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پھر ایک تلخ سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر آئی، "بس... ایسے ہی۔ ایک دو کش لیے"

اب کی بار شفق کی نظر سائیڈ ٹیبل پر پڑی جس پر ایک بڑی سی ایش ٹرے تھی— جو مکمل طور پر بھری ہوئی تھی۔

نہ تین، نہ چار... کم از کم دس بارہ جلی ہوئی سگریٹوں کی راکھ، کچھ مکمل ختم ہو چکی تھیں، کچھ آدھی تھیں... کچھ جل کر بس راکھ کا ایک خاکہ رہ گئی تھیں۔

راکھدان کے گرد بھی راکھ بکھری ہوئی تھی، اور کچھ سگریٹ کے فلٹر ٹیبل پر پڑے تھے... جیسے پھینک دیے گئے ہوں۔

"ایک دو؟" اُس کی آواز دھیمی تھی، لیکن چبھتی ہوئی۔ "آپ تو کبھی نہیں پیتے تھے..."

اِرتضاء نے نظریں چرائیں۔ کمرے میں ہوا چلنے لگی تھی، لیکن اندر کا بوجھ ویسا کا ویسا تھا۔ چند لمحے بعد ارتضاء نے بات بدلنے کی کوشش کی تم... تمھے کوئی کام تھا؟"

"

شَفَق نے جیسے اپنے اندر کی لرزتی ہمت سمیٹی۔ "ہاں... " پھر اُس نے گہرا سانس لیا، نظریں نیچی کیں اور کہا: "کیا آپ مجھے شہریار کی قبر پر لے جا سکتے ہیں؟"

اِرتضاء جیسے پل بھر کو سانس لینا بھول گیا ہو۔ کمرے میں ہلکی ہوا چل رہی تھی... اور دلوں کے اندر ہلچل۔

ارتضاء نے خود کو کمپوز کرتے ہوئے شفق سے پوچھا کب چلنا ہے

ابھی۔۔۔

اوکے تم ویٹ کرو میں آتا ہوں۔

راستہ مکمل خاموشی میں گزرا۔ نہ شَفَق نے کچھ کہا، نہ اِرتِضاء نے کچھ پوچھا۔ گاڑی کے شیشے سے باہر بس سڑکیں بدلتی رہیں... اور اندر دل کی سڑک پر صرف یادوں کی دھند چھائی تھی۔

قبرستان کا گیٹ کھلا تھا۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔ وقت جیسے تھم سا گیا ہو... قبر کے پاس پہنچ کر، شَفَق زمین پر بیٹھ گئی۔ سیاہ چادر اُس کے گرد لپٹی تھی، اور نظریں پتھرا سی گئی تھیں۔ اِرتِضاء کچھ دیر خاموش کھڑا رہا، پھر آہستگی سے وہ بھی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔

سامنے وہ تازہ قبر تھی... جس کی مٹی اب بھی نم تھی، جیسے ابھی ابھی کسی نے آنسوؤں سے سینچا ہو۔

سنگِ مزار کے الفاظ صاف دکھائی دے رہے تھے:

"شہریار شاہ بخاری

ولد پرویز شاہ بخاری

تاریخِ پیدائش: 12 دسمبر 1990

تاریخِ وفات: 10 نومبر 2019"

شَفَق نے خاموشی سے قبر پر نظریں جمائے رکھی... پھر اُس کی آواز ٹوٹے ہوئے دل کی طرح اُبھری:

"آپ کتنے بے وفا اور بے رحم نکلے شہریار... آپ تو کہتے تھے نا کہ کبھی مجھے اکیلا نہیں چھوڑیں گے...

تو پھر کیوں؟ کیوں چھوڑ دیا مجھے...؟" شفق کی آنکھوں سے آنسو تھم نہیں رہے تھے، لب کپکپا رہے تھے،

اور دل جیسے چیخ رہا تھا، پر آواز نہیں نکل رہی تھی۔

کتنا مشکل ہوتا ہے... اپنی زندگی میں سب سے زیادہ چاہنے والوں کی... قبر پر بیٹھ کر فاتحہ پڑھنا"

اِرتِضاء نے آنکھیں بند کر لیں... شَفَق کے الفاظ اُسے اندر تک زخمی کر رہے تھے۔ شَفَق تو شہریار کے لیے رو رہی تھی،

لیکن شاید اِرتضاء کا دل شَفَق کے لیے رو رہا تھا۔

کچھ لمحے یوں ہی گزرتے گئے... خاموشی میں ڈوبے، آنسوؤں میں بھیگے۔

شَفَق نے آہستہ سے فاتحہ کے لیے ہاتھ اُٹھائے، آنکھیں بند کر لیں۔ دل جیسے بوجھل سا ہو گیا تھا۔ لب ہلکے ہل رہے تھے، اور آنکھوں کے کناروں پر نمی چمکنے لگی تھی۔

دعا کے بعد اُس نے آنکھیں کھولیں اور آہستہ سے اِرتضاء کی طرف مُڑی۔ وہ بھی خاموشی سے ہاتھ اُٹھائے، دعا میں مصروف تھا۔ ایک لمحے کو شَفَق کی نظریں اُس کے چہرے پر جم گئیں۔

وہ چہرہ جو بظاہر پُرسکون تھا، مگر اندر کہیں بہت کچھ ٹوٹ چکا تھا۔ دونوں نے بنا کچھ کہے ایک دوسرے کو دیکھا۔

پھر اِرتضاء نے آہستہ سے ہاتھ نیچے کیے، اور نظریں شَفَق سے چُرا لیں۔

شَفَق نے تھوڑا سا قریب ہو کر دھیمی آواز میں کہا،

"چلیں؟"

اِرتِضاء نے سر ہلایا...

شَفَق نے آہستگی سے چہرہ موڑا، اور ایک آخری نظر شَہریار کی قبر پر ڈالی۔ وہ نظر... جیسے الوداع کہہ رہی ہو، جیسے سینے میں دبی ہزار باتیں اُس خاموش مٹی کے حوالے کر رہی ہو۔ پھر اُس نے آنکھیں جھکائیں، دل کی دیوار پر ایک اور دراڑ سی محسوس ہوئی... اور وہ پیچھے مُڑ گئی۔

اِرتِضاء اُس کے ساتھ خاموشی سے قدم ملا کر چلنے لگا۔ نہ شَفَق نے کچھ کہا، نہ اِرتِضاء نے۔

وہ دونوں جس خاموشی سے آئے تھے... اُسی خاموشی سے وہاں سے چلے گئے۔

@@@@@@@@@@

جمعرات رات نو بجے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اِرتضاء کے کمرے میں جنّت اور وہ خود خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے، کہ اچانک دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی۔

اِرتضاء نے بغیر دیکھے مسکرا کر کہا، "آجاؤ شَفَق... تمہیں اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔"

دروازہ آہستہ سے کھلا، شَفَق ہاتھ میں ٹرے لیے اندر داخل ہوئی، جس میں دو کپ کافی کے رکھے تھے۔

"میں آپ کے لیے کافی لائی تھی..." ابھی وہ یہ کہہ ہی رہی تھی کہ اُس کی نظریں جنّت پر پڑیں۔ چہرے پر اچانک شرمندگی چھا گئی۔

"آئی ایم سوری پھوپھو، مجھے نہیں پتا تھا کہ آپ یہاں ہیں۔"

جنّت نے نرمی سے شَفَق کو دیکھا اور مسکرا کر بولیں، "میرے بچے، کوئی بات نہیں۔ میں ویسے بھی جانے والی تھی۔"

پھر وہ شَفَق کے قریب آئیں، اُس کے سر پر پیار سے ہاتھ رکھا اور ماتھا چوم لیا۔

جنّت کے جانے کے بعد کمرے میں چند لمحے خاموشی چھا گئی۔

پھر اِرتضاء نے شَفَق کی طرف دیکھا،اور نرمی سے کہا۔"تم ٹھیک ہو، شَفَق؟"

شَفَق نے نظریں چراتے ہوئے کہا،"ہاں، مجھے کیا ہونا ہے..."

"تم ایسے پریٹینڈ کیوں کر رہی ہو جیسے سب کچھ نارمل ہے؟"

شَفَق ایک لمحے کے لیے رکی، پھر ہلکی سی آواز میں بولی،"میں تو بس آپ کے ساتھ کافی پینے اور کچھ باتیں کرنے آئی تھی، لیکن اگر آپ کو بُرا لگا ہوں تو... میں چلی جاتی ہوں۔"

وہ جانے کے لیے پلٹی ہی تھی کہ اِرتضاء نے فوراً اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔"ایسی کوئی بات نہیں، بیٹھو۔"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد شَفَق نے دھیمی آواز میں پوچھا،"کل نکاح ہے نا؟ کیا آپ نے تیاری کر لی؟"

اِرتضاء نے ہلکا سا مسکرا کر کہا،"کیا تم خوش ہو اس نکاح سے؟"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شَفَق نے فوراً سر ہلا دیا، "ہاں۔"

اِرتضاء نے اُس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا، "جھوٹ مت بولو، شَفَق۔ تم خوش نہیں ہو... لیکن ایسے ظاہر کر رہی ہو جیسے سب کچھ ٹھیک ہے۔

شَفَق نے پلکیں جھپکائیں، اور دھیرے سے کہا، "آپ کو مسئلہ میرے خوش ہونے سے ہے... یا میرے پریٹینڈ کرنے سے؟"

اِرتضاء نے شَفَق کا ہاتھ تھامے رکھا... کچھ لمحے اُسے بس خاموشی سے دیکھتا رہا۔ پھر آہستہ سے بولا:

"مجھے تمہارے جھوٹ سے نہیں... تمہارے درد سے مسئلہ ہے، شَفَق۔

شَفَق نے نظریں چرائیں، اِرتضاء نے بے چینی سے اُس کا ہاتھ چھوڑا اور پیچھے ہٹ گیا، کیا تم چاہتی ہو یہ نکاح ہو؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شَفَق کی سانسیں جیسے رک سی گئیں۔ لب ہلنے کو تیار نہ تھے... دل کی دھڑکنیں تیز ہونے لگیں۔ پھر شفق نے خود کو کہتے سنا۔:

کافی پیئے ٹھنڈی ہو جائے گی..."

اِرتِضاء نے کپ اُٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ شَفَق نے فوراً اُس کے سامنے سے کپ اُٹھالیا۔

"یہ میرا کپ ہے۔ آپ جانتے ہیں نا... میں چینی زیادہ پیتی ہوں۔"

اِرتِضاء نے اُسے ایک نظر دیکھا، پھر خاموشی سے دوسرا کپ اُٹھالیا۔

چند لمحے دوبارہ خاموشی میں گزرے۔ شَفَق نے دو گھونٹ لیے ہی تھے کہ اِرتِضاء نے کپ میز پر رکھتے ہوئے دھیرے سے کہا،

"شَفَق... میرا خیال ہے تمہیں اب جانا چاہیے۔"

"کیوں؟ آپ تو... مجھے پسند کرتے ہیں نا؟" الفاظ نرم تھے، مگر چبھتے ہوئے۔

اِرتضاء نے گہری سانس لی، نظریں چرائیں اور آہستہ سے کہا،"ہاں... کرتا ہوں۔"

"پھر مجھے کیوں بھیج رہے ہیں؟"شَفَق کی آواز ہلکی سی لرز رہی تھی۔

اِرتضاء نے سر جھکایا،"کل ہمارا نکاح ہے، شَفَق... اور اگر امی بابا نے اس وقت تمہیں یہاں دیکھ لیا تو وہ کیا سوچیں گے؟"

شَفَق خاموش رہی، پھر ہلکے سے کہا،"ایک بات مانیں گے؟"

"بولو..."

شَفَق نے کپ تھوڑا سا نیچے رکھا، آنکھوں میں نمی تھی۔"اگر میں مر گئی... تو میرے جنازے کو کندھا صرف آپ دیں گے، وعدہ کریں۔"

"یہ کیا فضول باتیں کر رہی ہو، شَفَق!"اِرتضاء کی آواز میں سختی آ گئی،

"غصہ کیوں ہو رہے ہیں؟ میں نے تو صرف ایک بات کی ہے۔"

Clubb of Quality Content

"ایسی باتیں نہیں کرتے!" ارتضاء کا لہجہ تیز ہو گیا۔

اچھا۔۔

کمرے میں پھر خاموشی چھا گئی۔

کچھ لمحوں بعد شَفَق کی آواز پھر اُبھری، "امی، بابا اور بھائی... انہیں میرا چہرہ مت دکھایے گا، وعدہ کریں..."

اِرتضاء کی روح جیسے ساکت ہو گئی۔ وہ شَفَق کے چہرے کی طرف دیکھنا چاہتا تھا، پر نظریں نہ اٹھا سکا۔

شَفَق نے کافی کا آخری گھونٹ لیا اور کپ میز پر رکھ دیا۔ "میں نے آپ کا دل بھی بہت دکھایا ہے نا؟

کیا آپ مجھے مرنے کے بعد معاف کر دیں گے؟"

Clubb of Quality Content

"شَفَق... تم ایسی باتیں کیوں کر رہی ہو؟ پلیز... ایسی بات مت کرو..." اِرتضاء کی نظریں بے اختیار کافی کے خالی کپ پر جا ٹکیں۔ ایک لمحہ... پھر ذہن میں شَفَق کی بات گونجی، **"یہ میرا کپ ہے... آپ جانتے ہیں نا، میں چینی زیادہ پیتی ہوں..."**

دل جیسے سینے میں دہل گیا۔ ارتضاء کی نظریں فوراً شَفَق کی طرف اُٹھیں۔ "شَفَق... تم... تم نے کافی میں کیا ملایا ہے؟"

Poison

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

شَفَق نے آہستہ سے مسکرا کر کہا،

اور اِرتضاء... مسکرا بھی نہ سکا۔ دل کی دھڑکن جیسے رک گئی ہو...۔ "شَفَق..." اُس کی آواز جیسے گلے میں اٹک گئی ہو۔

شَفَق اب بھی مسکرا رہی تھی... ایک ٹوٹی ہوئی، تھکی تھکی مسکراہٹ۔

"میں تھک گئی ہوں، اِرتِضاء بھائی...

ہر دن جینے کی کوشش کرتے کرتے... ہر رات روتے روتے... اِس نکاح، اِن رشتوں، اِن مجبوریوں سے..."

اِرتِضاء نے لپک کر اُس کے دونوں بازو پکڑے، "تم پاگل ہو گئی ہو؟! شَفَق، تم ایسا کیسے کر سکتی ہو؟"

شَفَق نے نظریں ارتضاء کے چہرے پر جما دیں، "تو کیا فرق پڑتا ہے، اِرتِضاء بھائی؟ اگر میں جیوں یا نہ مروں...

کسی کو کیا فرق پڑے گا؟ میں نے سب سے اپنی محبت کی بھیک مانگی لیکن کسی نے میری نہ سنی

"میں نے بہت کچھ کہا... لیکن کسی نے سنا ہی نہیں۔"

اِرتِضاء کی آنکھوں میں بے بسی صاف نظر آ رہی تھی۔ وہ فوراً اُٹھا،

"میری ایک آخری گزارش ہے... اگر مجھے کچھ ہو جائے... تو میرے جنازے کو
کندھا آپ دینگے...

شفق کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہونے لگیں، سانسیں مدھم ہو رہی تھیں... جیسے زندگی
ہاتھ سے پھسل رہی ہو۔

"نہیں... شَفَق، پلیز... مت جاؤ!" اِرتِضاء کی آواز لرز گئی، آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

"شَفَق!!!" "شَفَق... شَفَق!!"

اِرتِضاء کی آواز میں ایک ایسی بے بسی تھی جو اُس نے پہلے کبھی محسوس نہ کی تھی۔

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے دروازے کی طرف بھاگا۔ دھڑام سے دروازہ کھولا اور پوری
قوت سے چلّایا:

"پھپھو!!... جنّت پھپھو!!... کوئی ہے؟! امّی!!!

ناولز کلب
Club of Quality Content

چند ہی لمحوں میں جنّت بھاگتی ہوئی آئیں، اُن کے پیچھے آمنہ اور شاہسوار بھی گھبراہٹ میں اندر داخل ہوئے۔

"کیا ہوا، اِرتِضاء؟" جنّت نے پریشانی سے پوچھا،

ارتضاء کے چہرے کا رنگ اُڑا ہوا تھا۔ "پھپھو... اُس نے... اُس نے زہر کھالیا ہے!"

اِرتِضاء کی آواز کانپ رہی تھی، وہ رو رہا تھا ہاں وہ تیس سالہ مرد رو رہا تھا

یہ سنتے ہی سب کی نظریں صوفے کی طرف مڑ گئیں، جہاں شَفَق نیم بے ہوش سی بیٹھی تھی، اُس کے ہونٹوں سے جھاگ نکلنے لگا تھا۔

"شَفَق!!" اِرتِضاء دیوانوں کی طرح اُس کی طرف لپکا، "نہیں... نہیں... تمہیں کچھ نہیں ہو گا اُس نے تیزی سے شَفَق کو بانہوں میں اٹھایا، اور باہر کی طرف بھاگا۔ "کچھ نہیں ہو گا تمہیں، سُنو شَفَق... میری بات سنو... میری خاطر..."

مگر شَفَق کی آنکھیں بند ہونے لگی اور جسم بے جان۔

گاڑی اسپتال کے باہر رُکی تو اِرتضاء نے ایک پل بھی ضائع کیے بغیر دروازہ کھولا اور شَفَق کو بانہوں میں اُٹھائے دیوانہ وار ایمرجنسی کی طرف دوڑا۔

"ڈاکٹر!! کوئی ڈاکٹر! ہے! پلیز... فوراً... فوراً چیک کریں، زہر کھالیا ہے اِس نے!" اُس کی آواز میں ایسی بے بسی تھی کہ اردگرد موجود ہر فرد پلٹ کر دیکھنے لگا۔

نرسیں فوراً اسٹریچر لے آئیں، "سر پلیز، لیٹائیں انہیں یہاں... اِرتِضاء نے دھڑکتے دل، کانپتے ہاتھوں سے شَفَق کو اسٹریچر پر لٹایا۔ شَفَق کی آنکھیں نیم وا تھیں، ہونٹوں پر اب بھی جھاگ تھی، اور سانسیں مدھم ہوتی جارہی تھیں۔

"شَفَق... میری طرف دیکھو... پلیز... مت بند کرو آنکھیں... تمہیں کچھ نہیں ہو گا!"

نرسوں نے اسٹریچر دھکیل کر ایمرجنسی روم کی طرف لے جانا شروع کیا۔ اِرتِضاء اُن کے ساتھ بھاگنے لگا تو ایک نرس نے اُسے روک دیا، "سر پلیز، آپ باہر انتظار کریں۔ دروازہ بند ہو گیا۔

اور اِرتضاء وہیں باہر دیوار کے ساتھ ٹک کر کھڑا ہو گیا... آنکھیں دروازے پر... دل خالی اور ہاتھ بے جان

کچھ دیر بعد جنّت، آمنہ اور شاہسوار بھی اسپتال پہنچ گئے۔ "کیا ہوا؟ اندر کیا ہو رہا ہے؟" آمنہ نے روتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی اندر ہیں... ڈاکٹر کچھ کہہ نہیں رہے..." اِرتضاء کی آواز ٹوٹتی ہوئی سی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"یا اللہ... میری بچی کو بچا لے..." جنّت دیوار سے لگ کر رونے لگیں۔

کچھ لمحے ایسے ہوتے ہیں جو صدیوں جیسے لگتے ہیں۔

ایمرجنسی کا سرخ بلب جل رہا تھا، دور سے کہیں آذان کی آواز آ رہی تھی... وقت جیسے تھم سا گیا تھا۔

پھر دروازہ کھلا۔ تقریباً 40 منٹ بعد ڈاکٹر باہر آیا، چہرے پر تھکن اور سنجیدگی کی جھلک۔

سب ایک ساتھ اُس کی طرف لپکے۔ "ڈاکٹر؟ کیسی ہے وہ؟"" ہم معذرت خواہ ہیں... زہر اُن کے پورے جسم میں پھیل چکا تھا... ہم پوری کوشش کے باوجود اُسے بچا نہیں سکی

"نہیں... شفق مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی..." ارتضاء خود سے بڑبڑایا، اور پھر لاشعوری طور پر اُس کے قدم ایمرجنسی کی طرف اُٹھے۔

ارتضاء کمرے میں داخل ہوا تو شَفَق سفید چادر میں لپٹی، پُرسکون چہرے کے ساتھ لیٹی تھی... ایسے جیسے صدیوں کی تھکن اُتار کر سو گئی ہو۔ جنت ارتضا کے پیچھے داخل ہوئی تو ارتضاء کو سر پکڑے روتے دیکھا ارتضاء بچے سنبھالو خود کو۔

شفق نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا، پھپھو؟" ارتضاء کی آواز لرز رہی تھی، آنسو اُس کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔

"اُس نے مجھے اتنی بڑی سزا کیوں دی؟ میں نے تو صرف اُس سے محبت کی تھی، پھپھو... کوئی گناہ تو نہیں کیا تھا نا؟" کیوں پھپھو کیوں میں جس کو چاہتا ہوں وہ مجھے چھوڑ

کر چلا جاتا ہے پہلے امی ابو نے مجھے چھوڑ دیا پھر شہریار اور اب شفق کیوں مجھے ہر کوئی چھوڑ کر چلا جاتا ہے

@@@@@@

خودکشی کے تین دن بعد

کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ آمنہ جائے نماز پر بیٹھی تسبیح کے دانے گھما رہی تھیں، اور شاہسوار آنکھیں نیم وا کیے، کمرے کے سکوت میں جیسے کچھ کھوئے کھوئے سے لیٹے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

اچانک ان کے کمرے کا دروازہ آہستگی سے کھلا۔ اِرتضاء اندر داخل ہوا۔ اُس کے ہاتھ میں سوٹ کیس تھا، ارتضاء چہرے پر خاموشی کا ایک الگ ہی رنگ تھا۔

"بابا... امی... میں جا رہا ہوں۔"

آمنہ چونکیں، "کہاں؟ اِرتضاء؟ کہاں جارہے ہو بیٹا؟"

شاہسوار بھی گھبرا کر سیدھے ہو بیٹھے، "کیا کہا تم نے؟ کہاں جارہے ہو تم؟"

اِرتضاء نے نظریں جھکا لی، "کینیڈا جارہا ہوں... ہمیشہ کے لیے۔"

شاہسوار کی آواز بھرا گئی، "تو کیا ہمیں اکیلا چھوڑ دو گے، میرے بیٹے؟"

اِرتضاء نے بمشکل اپنی آنکھوں کی نمی روکی، "بابا... کاش آپ اُس دن شَفَق کی خواہش مان لیتے کاش آپ سفیان کو روک دیتے ہیں۔ کاش آپ اُس کی شادی شہریار سے کر دیتے۔ تو شاید... آج وہ دونوں زندہ ہوتے۔" تو آج آپ اکیلے نہ ہوتے

آمنہ کے ہاتھ سے تسبیح چھوٹ گئی۔ شاہسوار نے بے بسی سے اِرتضاء کی طرف دیکھا، جیسے ہر الزام اُن کے سینے میں پیوست ہو گیا ہو۔

"آپ کو اپنی عزت، اپنی انا عزیز تھی، بابا۔ میں تو شفق کی خاطر اپنی محبت سے دستبر دار ہو گیا تھا۔ مگر آپ... آپ پیچھے نہ ہٹے۔

آپ چاہتے تھے کہ وہ میری ہو... چاہے اُس کی مرضی ہو یا نہ ہو۔"

کمرے میں ایک گہری خاموشی چھا گئی۔ شاہسہوار کا سر جھک گیا۔

اِرتِضاء... مت جاؤ!" آمنہ کی آواز میں التجا تھی۔ مت جاؤ، اِرتِضاء، ہمیں اکیلا مت چھوڑو!

اپنی ماں پر رحم کرو بیٹا، تم مت جاؤ اِرتِضاء!"

اِرتِضاء کے قدم دروازے پر رک گئے۔ وہ پلٹا... اس کی آنکھوں میں نمی تھی۔ اررضاء

آہستہ سے آگے بڑھا، آمنہ کے قریب آیا، اور انہیں اپنے سینے سے لگا لیا۔ "امی...

روئیے مت، پلیز..." اُس کی آواز بھاری ہو چکی تھی۔

"میرے طرف دیکھیں، اگر آپ کا یہ بیٹا یہاں رہا... تو مر جائے گا، امی۔ میں سو نہیں سکتا،

سانس نہیں لے سکتا۔ مجھے ہر طرف شفق دکھائی دیتی ہے... شہریار کا خون دکھائی دیتا

ہے۔

اگر میں یہاں رکا تو میں زندہ نہیں رہ پاؤں گا..."

آمنہ کے ہاتھ اُس کے کندھوں پر جمے ہوئے تھے، آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے

۔"اِرتضاء، مت جاؤ بیٹا، خدا کے لیے مت جاؤ..."

اِرتضاء نے آمنہ کے ہاتھ آہستگی سے اپنے ہاتھوں سے ہٹائے، پھر اُن کے ماتھے کو چوما، اور بغیر پیچھے دیکھے دروازے سے باہر نکل گیا۔

کہیں کہیں رشتے دفن نہیں ہوتے، بس وقت کے ہتھیاروں سے زخمی ہو کر زندگی کی سرحد چھوڑ دیتے ہیں... ہمیشہ کے لیے۔

@@@@@@@

فضا میں شام کا سایہ اُتر رہا تھا، سورج کی آخری کرنیں بھی جیسے اس دردناک لمحے کی گواہ بننے کو رک گئی تھیں۔ ہوا میں نمی تھی، جیسے آسمان خود رو رہا ہو۔

اِرتِضاء آہستہ آہستہ قبرستان کے اندر داخل ہوا۔ہاتھ میں شال لیے وہ دو قبروں کے درمیان آ کر رکا۔

ایک کتبے پر "شہریار شاہ"

دوسری پر: "شَفَق حیات" کا نام تھا

اِرتِضاء جیسے وہیں جم گیا۔دل کی دھڑکنیں رکنے لگیں،سانس جیسے سینے میں اُلجھ گیا ہو۔وہ خاموشی سے زمین پر دونوں قبروں کے درمیان بیٹھ گیا...ایک قبر کے کتبے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بولا:

"تم نے صحیح کہا تھا... شہریار شاہتم نے کہا تھا کہ شَفَق کے بغیر تم زندہ نہیں رہو گے... اور شفق تمہارے بغیر دیکھوں

شفق حیات تمہارے بغیر ایک پل نہ جی سکی۔تم دونوں... ایک دوسرے کے بغیر ادھورے تھے۔"

ارتضاء کی آواز کانپنے لگی،"دیکھونا... تم دونوں ساتھ ہو، لیکن... بے جان ہو کر۔اور میں؟

میں وہ بد نصیب ہوں جسے جیتے جی مرنا پڑا... تم دونوں مجھے تنہا چھوڑ کر چلے گئے۔ شَفَق... تم نے بھی مجھے چھوڑ دیا۔

تم جانتی تھیں نا،میں نے اپنی ساری محبت تمہارے قدموں میں رکھ دی تھی... پھر بھی تم نے جانے کا راستہ چن لیا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

ارتضاء نے لرزتے ہاتھوں سے دونوں قبروں کے درمیان کی مٹی کو چھوا،"یہ مٹی... شاید تم دونوں کے خوابوں کی راکھ ہے۔"ارتضاء کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں نکلنے لگیں،"تم دونوں کامیاب ہو گئے... محبت میں فنا ہو کر... ایک ساتھ دفن ہو کر... اور میں؟ میں محبت ہار کر، زندگی کی سزا کاٹنے جا رہا ہوں... ہمیشہ کے لیے..."

ارتضاء آہستہ سے اٹھا، قبروں کو آخری بار دیکھا... اور بوجھل قدموں سے لوٹ گیا—

ایسا مسافر جو کبھی منزل پر نہیں پہنچے گا، کیونکہ منزل... مٹی بن چکی تھی۔

ختم شدہ

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

Clubb of Quality Content!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842